ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

۹ شعبان ۱۴۲۸ھ ستمبر ۲۰۰۷ء

- شاہ پرویز کا آخری مُکّا
- حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف قادیانی سازشوں کے نرغے میں
- روزہ......اسلام کی تیسری بنیاد
- پہلی فتح......غزوۂ بدر

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں احرار کا کردار

توحید و ختم نبوت
کے علمبردارو
ایک ہو جاؤ!
(سید ابوذر بخاریؒ)

یوم تحفظ ختم نبوت کے مبارک موقع پر

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

7 ستمبر 2007ء جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

زیر صدارت
قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مہمانانِ خصوصی

شیخ الحدیث
مولانا عبدالمالک مدظلہ
(صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان)

حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ
(مدیر ''صوت الاسلام'')

مقررین

علامہ ابتسام الٰہی ظہیر (ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث)
مولانا محمد امجد خان (مرکزی سیکرٹری اطلاعات جے یو آئی)
انجینئر سلیم اللہ خان (سربراہ جے یو پی نفاذِ شریعت)
جناب مظہر ساہی (سینئر نائب صدر تحریک انصاف)
جناب نذیر غازی ایڈووکیٹ (سابق نائب صدر سپریم کورٹ)
قاری محمد یوسف احرار (مجلس احرار اسلام لاہور)

پروفیسر خالد شبیر احمد (سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)
مولانا سیف الدین سیف (جمعیت علماء اسلام)
عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری اطلاعات مجلس احرار اسلام)
سید محمد کفیل بخاری (ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام)
راؤ عبدالنعیم نعمانی (مجلس احرار اسلام)
میاں محمد اویس (مجلس احرار اسلام لاہور)

شعبہ نشر و اشاعت
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

رابطہ لاہور: 042-5865465 ملتان: 061-4511961 چیچہ وطنی: 040-5485953 چناب نگر: 047-6211523

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد
سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہٗ

بانی
ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 18 شمارہ 9 شعبان 1428ھ — ستمبر 2007ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری

مدیر مسؤل
سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاءِ فکر
پروفیسر خالد شبیر احمد
عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی
مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر
محمد الیاس میرانپوری
ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

تشکیل

دل کی بات:	شاہ پرویز کا آخری تنکا	مدیر	2
شذرہ:	حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف قادیانی سازشوں کے نرغے میں	حافظ عابد مسعود ودیگر	4
دین و دانش:	روزہ اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاریؒ	6
//	پہلی فتح	شاہ بلیغ الدین	10
//	ایمان و اسلام کی حقیقت	مولانا عبداللطیف مدنی	18
شاعری:	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	سید کاشف گیلانی	22
//	نظم: مرزائی غیر مسلم اقلیت	شورش کاشمیریؒ	23
افکار:	علامہ اقبال اور حکومتِ الٰہیہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	24
//	سوال......	سیف اللہ خالد	30
//	نوحہ	شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی	32
تاریخ احرار:	تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء میں احرار کا کردار	محمد الیاس میرانپوری	33
//	ایک تاریخ ساز اشتہار	ادارہ	37
تحقیق:	رویتِ ہلال، رمضان، عید اور ایامِ حج	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	38
حاصلِ مطالعہ:	"مذہب و اقتصاد" ۔ چودھری افضل حقؒ	انتخاب: طیب علی تگہ	44
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	46
//	"جگر لختِ لخت"	عبداللہ طارق سہیل	47
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	50
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ	60
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ——— 150 روپے
بیرون ملک ——— 1500 روپے
فی شمارہ ——— 15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278
یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎ 061-4511961

ای میل ایڈریس
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　مدیر

شاہ پرویز کا آخری مُکّا

پرویز بادشاہ نے کہا ہے کہ:

''ہم نے پچھلے ماہ کے دوران کئی جھٹکے (Shocks) برداشت کیے ہیں۔ سیاست باکسنگ کا کھیل ہے۔ ہم نے سارے سیاسی مُکّوں (Punches) کو باکسنگ میچ کی طرح برداشت کیا ہے۔ لیکن جیت اُس کی ہوگی جو زور سے مُکّا مارے۔ آخری مُکّا (Knock out Punch) تو ہمارا ہی ہوگا۔''

ان خیالات کا اظہار انھوں نے ''قصرِ شاہی'' میں آئے ہوئے راولپنڈی ڈویژن سے اپنے انتخابی کالج کے ارکان سے شرفِ ملاقات کے دوران کیا۔ ۲۵/اگست ۲۰۰۷ء کو قصرِ شاہی میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور انوکھا اکٹھ تھا لیکن ''شاہ'' کے خیالات نئے نہیں بلکہ فرسودہ اور دقیانوسی ہی تھے۔ انھوں نے اپنی جیبی جماعت قاف لیگ کے چودھری پرویز الٰہی اور پنجاب کے سرکاری ارکانِ اسمبلی کو تسلی دی کہ ڈیل یا ڈائیلاگ کا اُن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ وہ ''جیسے تھے'' کے شاہی فرمان کے مطابق کام کرتے رہیں۔ ''البتہ اس مشکل وقت میں قومی اتفاقِ رائے کی اشد ضرورت ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ ۹/مارچ ۲۰۰۷ء کے چیف جسٹس کی معطّلی کے فرمان شاہی کے بعد اب تک اس کھیل میں بادشاہ کو شہ مات ہی ملی ہے۔ ریت مٹھی سے مسلسل گر رہی ہے۔ اقتدار کی رَسی کا مضبوط سرا ہاتھ نہیں آ رہا۔ قصرِ شاہی لرز رہا ہے اور تختِ شاہی ہچکولے کھا رہا ہے۔ شاہ کے خیالات ''ہنوز دِلّی دور است'' کے مصداق ہیں۔ دنیا دیکھ رہی ہے، آمر لڑکھڑا رہا ہے، صہبا اداس، جام خالی اور مینا چُور چُور ہے:

ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں

چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی بحالی پہلا مُکّا تھا۔ جاوید ہاشمی کی رہائی، شریف برادران کو وطن واپس آنے کی اجازت اور اب وفاقی وزیر مملکت اسحاق خاکوانی کا باوردی صدر کے خلاف استعفیٰ سیاسی باکسنگ کے شدید ترین اور زوردار مُکّے نہیں تو اور کیا ہیں۔ اسحاق خاکوانی کا استعفیٰ قاف لیگ کی بوری میں ایسا کھلا سوراخ ہے کہ اب بوری سے باہر نکلنے کے لیے کوئی مشکل باقی نہیں رہی۔ ایک دانہ اور بھی نکلا ہے۔ وفاقی پارلیمانی سیکرٹری اور رکن اسمبلی علی حسن گیلانی نے بھی استعفیٰ دے دیا اور جاوید ہاشمی کے رُوبرو پیش کیا۔ جاوید ہاشمی کے بقول حکمران جماعت کے پچاس ارکان کے استعفے اُن کے پاس ہیں۔ قاف لیگ نے اپنے سینئر نائب صدر کبیر واسطی کو نکال دیا ہے وہ بھی وردی پر بگڑے اور بپھرے ہوئے ہیں۔ کبیر واسطی کا کہنا ہے کہ مجھے کوئی نہیں نکال سکتا۔ سابق وزیر اعظم ظفر اللہ جمالی بھی کھُل کھُلا کر سامنے آ گئے ہیں۔ چودھری پرویز الٰہی

نے انھیں جواباً مفت مشورہ دیا ہے کہ وہ ''فتنہ لیگ'' بنالیں۔ قاضی حسین احمد نے سپریم کورٹ میں درخواست دی ہے کہ ''شاہی'' اور ''کپتانی'' دوعہدے اکٹھے نہیں رکھے جاسکتے۔ انھوں نے ۱۷ویں ترمیم اور باوردی صدر کے قانون کے خلاف عدالتِ عظمیٰ میں نظر ثانی کی اپیل کردی ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے اعلان کیا ہے کہ اب حکومت کے ساتھ ''مزید تعاون'' نہیں ہوسکتا ہے۔ ''شاہ'' نے پہلے بھی ۱۷ویں ترمیم کے حوالے سے وعدہ خلافی کی ہے۔ اب اس پر اعتماد نہیں رہا۔ شریف برادران وطن واپسی کے ''مناسب وقت'' کی منصوبہ بندی کررہے ہیں۔ بے نظیر ڈیل، نو ڈیل اور بقول چودھری صاحب ڈھیل کے پتے نہایت عیاری اور چالاکی کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ نگران حکومت کی باتیں ہورہی ہیں اور بے نظیر اس میں اپنے حصے سے زیادہ طلب کررہی ہے۔ نگران وزیر اعظم کی تلاش جاری ہے۔ ''شاہی'' اور ''کپتانی'' دونوں کو خطرہ لاحق ہے اور حکومت تماش بینوں میں گھری ہوئی ہے۔ ''شاہ'' اپنی مقبولیت میں کمی کا خود اعتراف کررہا ہے۔ وزیروں، مشیروں اور تماش بینوں سے شکوہ سنج ہے کہ ''کوئی نہیں بولتا، مجھے اکیلے خود ہی بولنا پڑ رہا ہے، تم کب بولوگے!''

قصرِ شاہی پر مایوسی کے منحوس سائے منڈلا رہے ہیں۔ شاہ پرویز کے نورتنوں میں شیر افگن دماغ اور دل سے آزاد ہوکر جب کہ شیخ رشید تول کر بول رہے ہیں۔ شیر افگن کو توہین عدالت میں طلب کرلیا گیا ہے۔ جب کہ شیخ رشید باقی نورتنوں سے مل کر تماش بینی کررہے ہیں۔ کوئی خوشخبری نہیں، کسی پہلو قرار نہیں۔

خدا جانے مرے دل کو یہ کیسی بے قراری ہے
سکوں اک پل کو ملتا ہے نہ اِس پہلو نہ اُس پہلو

ستمبر ۲۰۰۷ء کے مشتہر صدارتی انتخاب میں وردی سب سے بڑا مسئلہ بن گئی ہے۔ بے نظیر مانتی ہے نہ نواز شریف، مولانا فضل الرحمٰن بھی کنی کترا رہے ہیں۔ قاضی حسین احمد مستعفی ہوچکے ہیں۔ ق لیگ سکڑ رہی ہے۔ شہنشاہ پرویز الیکشن کے بعد وردی اتارنے کے وعدے پر ڈیل کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ اپوزیشن الیکشن سے پہلے وردی اتارنے کا مطالبہ کررہی ہے۔ پہلے اور بعد کی بحث نے عجیب صورت حال پیدا کردی ہے۔

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہوجائے، کہیں ایسا نہ ہوجائے

موجودہ سیاسی کشمکش انتہائی اہم اور خطرناک ہے۔ سیاسی باکسنگ کا فائنل راؤنڈ ہے۔ ''آخری مُکّے'' کی دھمکی شاہ پرویز کی طرف سے کھلی دہشت گردی ہے، انتہا پسندی ہے، دقیانوسیت ہے۔ جس کے ذریعے شہنشاہِ معظم اور روشن خیال کپتان رعایا کو سزا کے طور پر پتھر کے زمانے میں دھکیلنے کی کوشش کریں گے۔ رعایا اور وطن دونوں سے اپنی اَنا کے ٹوٹنے کا انتقام لیں گے۔ ہمیں اسی انتقام سے بچنا ہے۔ ''آخری مُکّے'' سے قوم اور وطن دونوں کو بچانا ہے۔

حافظ عابد مسعود ڈوگر

حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف قادیانی سازشوں کے نرغے میں

قیامِ پاکستان سے اب تک قادیانی، وطن عزیز کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروفِ عمل ہیں۔۱۹۵۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو ''احمدی'' صوبہ بنانے کا اعلان کیا لیکن ۱۹۵۳ء میں تمام مکاتبِ فکر نے مجلس احرار اسلام کی دعوت پر تحریک ختم نبوت برپا کر کے وطن عزیز کے اقتدار پر شب خون مارنے کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ ہر حکمران کو ٹریپ کر کے ڈی ٹریک کرنا اور اپنی شاطرانہ چالوں کا شکار کرنے کی کوشش میں رہنا قادیانیوں کا پرانا وطیرہ ہے۔علماء امت نے ہر دور میں بلکہ مشکل ترین ادوار میں بھی قادیانی سازشوں کو طشت از بام کیا۔ الغرض موجودہ حکمرانوں کے اقتدار پر تخت نشین ہونے کے بعد قادیانیوں نے اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ محفوظ سمجھا اور ایوانِ صدر اور چودھری برادران کے قادیانی فتنے کو ''لائٹ'' لینے کی وجہ سے اس ''سازشی چوہے'' کو بہت کچھ کترنے کا موقع مل گیا۔

''ڈاکٹرز اسپتال'' لاہور اس کا تازہ اور مؤثر ترین جال ہے جو بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے پھیلایا گیا ہے کہ کئی بزرگ ترین ہستیاں ہسپتال کے جال میں پھنسنے والوں کے لیے شکاری کا لگایا گیا ''لقمہ'' بن گئیں۔ادب کی وجہ سے ہم ان حضرات کے لیے ''بے خبری'' کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔افسوس! ان کے علاج کو کس کے لیے سند جواز بنایا گیا ہے۔ ''صدر بش'' کے مشیر اور نامور قادیانی ڈاکٹر مبشر اے چودھری ڈاکٹرز اسپتال لاہور کے انتظامی اعتبار سے صدر ہیں۔ ڈاکٹر مبشر اے چودھری اونچی کھرولیاں، ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے مشہور قادیانی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کے والد چودھری اسلم قادیانی فروری ۲۰۰۷ء میں اپنی موت کے بعد چناب نگر کے قادیانی قبرستان میں اپنی وصیت کے مطابق دفن ہوئے۔اونچی کھرولیاں کا نام ان کے والد کے نام پر ''اسلم پورہ'' رکھا گیا جس پر سب سے پہلی صدائے احتجاج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے بلند فرمائی اور اس کو ایک مہم کی شکل دے کر مولانا فضل الرحمٰن کے ذریعے چودھری برادران سے قادیانی کے نام پر گاؤں کا نام رکھنے کے اعلان کو واپس لینے کا وعدہ لیا۔ (دیکھیے ماہنامہ ''لولاک'' مارچ ۲۰۰۴ء) وہ عرصے سے ''مسیحائی'' کے نام پر تاک تاک کر شکار کر رہے ہیں۔

فروری ۲۰۰۷ء میں وہ اسی اسپتال میں قائدِ حزبِ اختلاف مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے دل کا ''آپریشن'' کر چکے ہیں۔تب اس واقعہ پر مذہبی طبقے اور ملکی، غیر ملکی میڈیا نے اس عمل کا اچھے لفظوں میں ذکر نہیں کیا تھا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان نے مارچ ۲۰۰۷ء میں شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں ہونے والے اپنے سالانہ اجتماعات میں عوام کو اس اسپتال سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر افسوس اس کو سنجیدہ نہ لینے کی وجہ سے آج پاکستانی سیاست اور مستقبل کے اہم فیصلے اس قادیانی ادارے میں ہو رہے ہیں اور ماہر ''سیاسی شکاری'' اپنے اور قائدِ حزبِ اختلاف کے لیے اس سارے عمل

سے اقتدار کا نشہ کشید کر رہے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کل تک جس قادیانی کے نام پر گاؤں کا نام رکھے جانے کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقدس مہم کا متحرک حصہ تھے۔ آج قابل ترین مسلمان معالجین کی موجودگی میں اسی قادیانی کے بیٹے کے زیرِ علاج ہیں۔ جس پر ''مذہبی اسٹیبلشمنٹ'' کی مجرمانہ خاموشی ریکارڈ پر ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن، ڈاکٹر مبشر اے چودھری کے فروری ۲۰۰۷ء سے لے کر اب تک مسلسل زیرِ علاج ہیں (دیکھئے روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ، ۱۷ اگست ۲۰۰۷ء اور روزنامہ ''آواز'' لاہور، ۱۸ اگست ۲۰۰۷ء) چودھری شجاعت کے بعد وہ دوسرے بڑے ملکی رہنما ہیں جو اس قادیانی ڈاکٹر کے زیرِ علاج ہیں۔ ڈاکٹر مبشر امریکہ میں چودھری صاحب کے مستقل میزبان ہوتے ہیں اور ڈاکٹر مبشر اے چودھری کی اہلیہ سعدیہ چودھری وزیرِ اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی مشیرِ تعلیم رہ چکی ہیں۔

دسمبر ۲۰۰۴ء میں صدر پرویز مشرف نے اپنے دورۂ امریکہ میں صدر بش اور کولن پاول کے بعد جس تیسری شخصیت سے ملاقات کے لیے اُن کے گھر گئے وہ یہی ڈاکٹر مبشر احمد قادیانی تھے۔ صدر پرویز کے اعزاز میں منعقدہ تقریب میں چار سو پاکستانی و بھارتی قادیانیوں نے شرکت کی اور صدر پرویز نے اُن سے خطاب کیا۔ واضح ہو کہ اس تقریب کو انتہائی خفیہ رکھا گیا اور میڈیا کے نمائندوں کو دعوت نامہ دینے کے باوجود عین وقت پر اس میں شرکت سے روک دیا گیا۔ ڈاکٹر مبشر قادیانی کے گھر کھانے سے پہلے صدر پرویز اور چودھری شجاعت حسین کے درمیان بند کمرے میں ملاقات بھی ہوئی تھی۔ (دیکھئے ہفت روزہ ''تکبیر'' کراچی، ۱۵ دسمبر ۲۰۰۴ء)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ادنیٰ امیدوار کی بھی دینی حمیت اس بات کو گوارہ نہیں کر سکتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے باغیوں سے علاج کروا کر انھیں مالی، سیاسی اور سماجی فائدہ پہنچائے اور ان کی معاشرتی تنہائی کو دور کرنے کا سامان پیدا کرے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ پڑھنے والے ہماری اس جسارت کو مخالفت سمجھ کر رد کرنے کی بجائے موجودہ حالات میں ان قادیانی سازشوں کی حساسیت کا اندازہ فرمائیں گے۔ اللہ جزائے خیر دے (آمین)۔

نوٹ: ڈاکٹرز اسپتال لاہور سے قادیانی ڈاکٹر مبشر اے چودھری کا تعلق کنفرم کرنے اور اپنی تسلی کے لیے آپ دیکھ سکتے ہیں ڈاکٹرز اسپتال لاہور کی ویب سائٹ: www.doctorshospital.com.pk

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور　042-7122981-7212762

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

روزہ ......اسلام کی تیسری بنیاد

انسان پیدائشی طور پر ایک حیوان ہی ہے جو بقیہ حیوانوں سے عقل اور مزاج کے باعث ممتاز اور افضل ہے۔ اس کی تخلیق مرحلہ وار ہوئی ہے اور اجزاءِ تخلیق اس کے ذاتی اور داخلی مؤثر اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر حیوانی صفات غالب آ جائیں تو یہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور اگر داخلی ملکوتی صفات غالب آ جائیں تو یہ اپنے خالق کا قرب پالیتا ہے۔ اسی لیے اللہ پاک نے اس کے مزاج اور طبیعت کی تخلیق کے ساتھ ہی اسے کچھ عملی ضابطے بھی دیئے تاکہ یہ اپنی عقل، مزاج اور طبیعت کی اصلاح کر سکے اور حیوانیت وملکوتیت کے بین بین انسانیت قائم رکھ سکے اور اسے بلندیوں تک لے جائے۔ اس سلسلۂ انسانیت کی بقاء وارتقاء کے لیے نبوت کی نعمت سے بھی انسان کو ہی سرفراز فرمایا اور تمام عملی ضابطے بھی انبیاء کی عملی وفکری تعلیم کے ذریعے انسانوں تک پہنچائے۔ انسان چاہے محلات کا باسی ہو یا جھونپڑوں کا مکین' اللہ کے ہاں سب برابر ہیں: اَلْخَلْقُ کُلُّهُمْ عَیَالُ اللّٰهِ ۔مخلوق (انسان) ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے۔ ظاہر ہے اللہ اپنے کنبہ کے لیے الگ الگ قوانین وضع نہیں کرتا بلکہ کنبہ کی خلقی برابری قائم رکھتے ہوئے انہیں عملی زندگی کا نقشہ عطا فرماتا ہے اور بہترین نقشہ نبیوں کی زندگی قرار دیتا ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال)

اگر انسان سیکھے بغیر ہی اپنی اصلاح کر سکتا تو نبوت کی ضرورت تھی، نہ وحی والہام کی۔ انسان کا خالق ومالک خوب جانتا ہے کہ اس کی طبیعت ومزاج میں کیا خامی ہے۔ اور اس خامی کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کا جو سب سے بہتر طریقہ تھا وہ عطا فرمایا اور اس کی اتباع ہم پر لازم وواجب کر دی۔ اتباع اور اطاعت کے اسی سنہری سلسلہ کا ایک بہت ہی اہم رکن صوم (روزہ) ہے

صوم کے لغوی معنیٰ کسی بھی عمل سے رکنا ہے خصوصاً کھانے، بولنے اور چلنے سے رکنے کا نام صوم ہے۔ رکی اور ٹھہری ہوئی ہوا کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ اور دن کے کلیجے میں رکے ہوئے سورج (استواء شمس نصف النہار) کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ نہ چلنے والے، نہ چرنے والے گھوڑے کو بھی صائم کہا گیا ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں اس کا معنیٰ ومفہوم یہ ہے......ایک عاقل وبالغ مسلمان انسان سحر سے مغرب تک اللہ کی رضا اور محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کے لیے اپنی تمام حلال اور طیب لذتوں کو بھی خیر باد کہہ دے۔ صوم کا لفظ قرآن کریم میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ ۱۳ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا یہی معنیٰ ومفہوم ہے۔ چونکہ قرآن کریم مجموعۂ قوانین واحکام ہے۔ حکم خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ' خبر کی صورت میں ہو یا افشاء کی صورت میں' حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس اعتبار سے تیرہ مرتبہ روزے کا حکم دیا گیا جس سے اس کی معاشی اور معادی حیثیت واضح ہو گئی اور کسی قسم کا خرخشہ باقی نہ رہا۔ کچھ لوگوں کا ''یور پی نفس'' اس کو بہت ہی گراں سمجھتا ہے۔ ان سے قرآن نمٹتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''یہ روزے صرف تم ہی پر فرض نہیں کیے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی جو لوگ تھے ان پر بھی روزے فرض

تھے۔'' پھر یہ کہ: ''تم روزے رکھو کہ روزہ تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے۔''......جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے بہتر فرمادے اسے غلط، بے ڈھب، اور بے جا مشقت کہنا خالصتاً حیوانیت ہے۔ جبکہ حیاتِ طیّبہ حاصل کرنے کے لیے بہت ہی ضروری ہے کہ انسان کامل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہرنوع اتباع کی جائے۔ خود روزہ نہیں رکھ سکتا، بیمار ہے یا ضعیف عمر رسیدہ ہے تو کسی کو روزہ کے لیے (اپنی حیثیت کے مطابق) خرچ دیدے، جس کی کم سے کم حیثیت ایک ٹوپہ گندم یا اس کی قیمت ہے۔

روزے کی حکمت:

روزہ رکھنے کی حکمت قرآن کریم نے خود بیان کی ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن (تاکہ تم متقی بن جاؤ) متقی کے معنی صوفیاء نے بیان کئے ہیں کہ مشتبہ چیزیوں سے بھی بچو اور فقہاء کے ہاں اس کا معنیٰ ہے حرام سے بچو۔ اب روزہ کے حقیقی معنیٰ یوں ہوں گے کہ حلال وطیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لو یعنی نفس میں ایسا قوی جذبہ پیدا کرلیا جائے کہ آدمی جب بھی کسی بات، کسی عمل اور کسی بھی چیز سے رکنا چاہے تو رک سکے۔ حتیٰ کہ حلال لذتوں، طیّب کھانوں اور جائز راحت وآرام کو بھی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے لکھا ہے: ''اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے، نماز مجلسی مساوات کا درس دیتی ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے لیے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے''۔ ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔ ''اس لیے مساوات پسند مذہب نے روزہ کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں مر رہے ہیں''۔ روزہ نہ رکھنے والے سرمایہ دار اور جاگیردار، حکمرانوں اور سیاست دانوں کی حیوانیت پر ضرب لگاتے ہوئے چودھری صاحب یوں حملہ آور ہوتے ہیں: ''امراء تو رمضان سے پہلے ہی اپنے دوستوں میں (حلقۂ ستائشِ باہمی) اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کردیتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً ڈاکٹر سے دودن پہلے سر چکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سندرہے۔ روزہ سے بچنے کے لیے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کرلیتے ہیں مگر معمولی فاقہ کی مصیبت نہیں اٹھا سکتے۔ غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت گزار لیتے ہیں امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے ''برے'' اثرات کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی آہ بھر کر اپنی لات کی بیماری کی شکایت کرکے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔''

اب تو ''من حراموں'' کی ایک طویل فہرست ہے جو روزہ نہیں رکھتے کیوں کہ انہوں نے کلچرل ہونے کو مذہب پر ترجیح دی ہے۔ کیا مرد کیا عورتیں کیا امیر اور کیا غریب اس حمام میں سب ننگے اور کلچرل ہیں۔ (فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْن) اور اگر کسی سوالائزڈ آدمی نے اکیسویں رمضان کا روزہ رکھنے کی مذہب پر ''مہربانی'' کر بھی لی تو اخبارات میں اس موذی کا نام ''صائمین'' کی فہرست میں سرِفہرست ہوگا۔ افطاری اور دعاؤں کی دھوم مچی ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ ظہر تک تو تاب لاتے ہیں پھر اس کے بعد دل دماغ، زبان سب بے قابو ہوجاتے ہیں گھر میں ایک ادھم مچ جاتا ہے۔ بیوی بچے یوں دبکے چھپے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ملزم تھانے میں' اور روزہ دار صاحب بہادر کے اول فول اور گالیوں کا نشانہ۔ ہمارے ہاں اخبارات کے مالکان رمضان میں بھی اخبار فروخت کرنے کے ثقفی حیلے تلاش کرلیتے ہیں کبھی طبلہ وسارنگی سے سنگت کرلیتے ہیں اور کبھی کسی رنڈی کی ننگی فوٹو اخبار کے سینہ پر سجالیتے ہیں۔ قومی اخبارات وجرائد کا یہ رویہ شرمناک ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ۸ گھنٹے کے

مسلسل پروگرام میں روزہ، رمضان، قرآن، اذان کے لیے بمشکل ۲۵ منٹ اور باقی قتلِ اسلام کے منظور شدہ پروگرام کے لیے۔

ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ

روزہ کی فرضیت:

مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اس کے متصل ہی ۲ ہجری میں اس امت پر روزے فرض ہوئے۔ گویا تکمیل اسلام میں ہجرت اور روزہ شانہ بشانہ ہیں یعنی اسلام کا عروج مشقتوں اور صعوبتوں کی راہ سے ہو کر آتا ہے۔ راحتوں اور لذتوں سے آشنا نہیں ؎

انہیں پتھروں پر چل کے اگر آسکو تو آؤ
مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں

روزہ میں بھوک پیاس، لذت وراحت کو چھوڑنے سے صدر اسلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ وہ آدمی جسے انسان ہونا میسر نہیں اگر عقل وشعور کی آنکھ کھول کے دیکھے تو صحیح اور سچا انسان وہی نظر آتا ہے جو اپنا دل، آنکھیں، کان، دماغ، نفس اور روح احکام الٰہی کے سامنے ڈال دے...... اطاعت فرماں برداری اور اتباع کی وہ مثال قائم کرے جس کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ۲۳ برس مطالبہ کیا۔

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ۔ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔ (القرآن الحکیم)

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ۔

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی، بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (القرآن الحکیم)

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبے پر اُمت کا موجودہ منفی ردِّعمل کسی عذاب میں تو مبتلا کر سکتا ہے۔ مغفرت، رحمت، بقاء، ارتقاء اور نجات کی ضمانت ہر گز نہیں دے سکتا۔

اگر دنیا میں عزت، عظمت، آبرو...... اور ترقیاں مطلوب ہیں اور عقبیٰ میں سرخروئی، سرفرازی اور نجات کی آرزو ہے تو ہر عمل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں اور اپنی خواہشوں کو روکیں کہ خواہشات ہی ایک ایسی دلدل ہے جس میں دھنسا ہوا کبھی نہیں نکلا۔ یہ ایک ایسا خوبصورت جال ہے جس میں پھنسا ہوا کبھی رہا نہیں ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ''رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔''

روزہ اور روزہ دار کے فضائل:

نسائی میں ایک حدیث سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامُ رَمَضَان (عَلَیْکُمْ) وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہ، فَمَنْ صَامَہ، وَقَامَہ، اِیْمَاناً وَاحْتِسَاباً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ، اُمُّہ،۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ نے تم پر روزے فرض کیے اور میں نے قیام کی سنت تمہیں دی۔ پس جس نے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ، وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جس طرح پیدائش کے دن تھا۔ یعنی گناہوں

سے پاک ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَالصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ (یا) وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ .

کہ روزہ میرے اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے (*)۔ اور یہ صرف میرے ساتھ متعلق ہے۔ اسی لیے اس کی جزاء میں خود ہوں یا میں خود براہِ راست دوں گا۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے ہاں مشک سے بہتر ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک نہ کی جائے اور منہ گندا رکھا جائے بلکہ اس بُو سے مراد وہ بُو ہے جو خُلُوّ کی وجہ سے معدہ اور آنتوں سے اُٹھتی ہے اور منہ سے نکلتی ہے اور یہ نتیجہ ہے اُس بھوک پیاس کی تلخی کا جو محض اللہ کی رضا کے لیے انسان برداشت کرتا ہے۔ اس کی پسندیدگی کی حکمت بھی یہی برداشت اور للّٰہیت ہے۔ (واللہ اعلم)

رمضان:

رَمَضَ یَرْمَضُ، فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب سے ہے۔ معنی ومفہوم یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے اندر جل اٹھے اسے کہتے ہیں رَمَضَ الصَّائِمُ روزہ دار کا اندر جل اٹھا۔ رمضان کو رمضان اس لیے بھی کہا گیا کہ یہ شدید گرمیوں میں بھی آتا ہے ۔اس لیے مہینوں کے شمار کنندگان نے اس کا نام رمضان رکھ دیا لیکن سب سے پسندیدہ اس کا سبب جو ذکر کیا گیا وہ یوں ہے کہ:

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّہٗ یَرْمَضُ الذُّنُوْبَ اَیْ یُحْرِقُھَا بِا الْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ

اس ماہ کا نام رمضان اس لیے رکھا گیا کہ یہ اعمالِ صالحہ سے گناہ جلا ڈالتا ہے۔

اس سے پہلے دس دن رحمتِ عامہ کے درمیان کے دس دن عام بخشش کے اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے جن لوگوں کے لیے جہنم واجب ہو جاتا ہے۔ (اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے) ان کو بھی عام معافی مل جاتی ہے۔ سبحان اللہ!

کیا خوش نصیب ہے وہ آدم زاد جو اپنی حیوانی جبلتوں کو انسانیت کی رداء ابیض میں لپیٹنے کے لیے اللہ جل شانہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون و چرا اطاعت کرتا ہے۔ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مالک سے رو رو کر معافیاں مانگتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یوں پیش ہوتا ہے کہ فرشتے اس کی آمد پر اھلاً وسھلاً و مرحبا کے ڈونگرے برساتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّ ھَیِّیٔ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (سورۃ الکھف)

''اے ہمارے رب! ہم کو اپنے پاس سے بخشش دے اور ہمارے کام کی درستی کو پورا کر دے۔''

رمضان کی مقدس راتوں میں اور دنوں میں کوئی اللہ کا بندہ میری مغفرت کی بھی دعا کر دے تو بیڑا پار ہے۔

(مطبوعہ اپریل ۱۹۹۱ء)

(*) باقی تمام عبادات ظاہری صورت بھی رکھتی ہیں لیکن روزہ کی ظاہری کوئی ہیئت نہیں ہے۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے یہ ایک بھید ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ و تعلق ہے۔

شاہ بلیغ الدین

پہلی فتح

بارگاہِ نبوت میں عرض کیا گیا......

کافروں کا لشکر مدینہ پہنچنے کو ہے۔ بڑی تیاریاں ہیں۔ ان کا اپنا مال واسباب ہی کیا کم ہے کہ یہودیوں اور بت پرستوں کی مدد بھی انھیں حاصل ہے۔

ارشاد ہوا...... مال واسباب کی کثرت پر نہ جاؤ!

سب کے دل سے صدائیں اٹھیں......

بے شک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے یہ سرفروش بے زر اور بے گھر سہی، دولتِ ایماں سے سرفراز ہیں۔

اللہ کا حکم ہے...... وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (۱) (امت کی فلاح کے لیے) آپس میں مشورہ کرو۔

ایک ایک سے رائے پوچھی گئی۔ مل بیٹھنے کا مقصد یہی تھا۔ اونچ نیچ پر خوب غور کیا گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے جو کچھ کہا اس کا مطلب تھا...... تن من دھن سب حاضر ہے۔

حضرت عمرؓ کے جذبات کا حاصل تھا...... خدا کی راہ میں اُن لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ (۲)

سعد بن عبادہؓ بولے......

واللہ! آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں (۳) آپ حکم دیں تو ہم برکِ الغماد (۴) تک گھوڑے دوڑاتے چلے جائیں۔

مقدادؓ نے عرض کیا...... ہم آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف لڑیں گے۔ (۵)

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو خوش ہو کر اٹھے۔ (۶)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ابھی ابھی قبلہ بدلا ہے۔ پہلا رمضان ہے اور ہجرت کا دوسرا برس کہ وہ دن آیا۔ جسے قرآن میں یوم الفرقان کہا گیا ہے۔ جھوٹ اور سچ میں فرق کرنے والا دن! فیصلے کا دن (۷)

مسلمان ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے ہیں پھر بھی دشمن کی نظر میں ہیں۔ مشرکین ٹولیاں بنا کر نکلتے ہیں۔ کبھی دن میں، کبھی رات میں، کبھی راہ چلتے مسلمانوں کو لوٹتے ہیں، کبھی سرِ شام چھاپہ مارتے ہیں۔ اس پر بھی دل نہیں بھرتا تو جو غریب مکّے میں رہ گئے ہیں ان پر ظلم توڑتے ہیں۔ ان کا جگر کھودتے ہیں۔ سوچتے ہیں......

ہم لات و منات (۸) کے پجاری! رتبے میں اونچے، تعداد میں بڑے اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیدائی! نہ مال کے نہ منال کے۔ صورت کے فقیر تعداد میں حقیر۔ کیوں نہ کوئی ایسی صورت ہو کہ ایک ہی مار میں ان کا خاتمہ ہو جائے۔

مدینے کے منافقوں کو پیغام بھیجے گئے......

دیکھنا کوئی دن میں ہم ان حق پرستوں کی کیا گت بناتے ہیں۔ ذرا ابوسفیان شام سے لوٹ کر تو آجائے۔ پھر ہم اپنی پسند کا محاذ کھولیں گے اور جب جی چاہے گا مدینے پر چڑھ دوڑیں گے۔

کبھی کہلواتے......

مسلمانوں کوفوراًمدینے سے باہرنکالوورنہ ان کے ساتھ تمہارا بھی بیڑہ غرق سمجھو۔(۹)

ارشادِربانی ہے......

(وہ)اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے اورخدا کی راہ سے روکتے ہوئے نکلے۔(۱۰)

یہ سب کچھ صرف اس لیے ہے کہ حق پرستوں نے اپنے لیے ایک گوشۂ عافیت چن لیا ہے۔ چاہتے ہیں کہ اس جگہ آزادی کے ساتھ خدا کا نام لیں اور اپنی پسند کی زندگی گزاریں۔لیکن مکے کے ظالموں سے یہ دیکھا نہ جاتا تھا۔سرجوڑ کر بیٹھتے،سازشوں کے جال بُنتے،تلووں سے لگی کبھی سر میں جابجھتی،کبھی دل میں بھڑک اٹھتی۔آخر وہ دن آیا کہ ابوجہل مکے سے نکل کھڑا ہوا۔ایک ہزار کا لشکر ساتھ ہے۔امرائے قریش سرخ اونٹوں پر سوار ہیں۔چھ سو زرہ پوش ہیں۔سو سواروں کا دستہ آگے آگے ہے(۱۱)۔ساز ویراق سے آراستہ،کیل کانٹے سے لیس!سامان کا کال نہیں،خیمہ وخرگاہ کی کمی نہیں۔سات سو اونٹ ساتھ ہیں۔روپے پیسے کی ریل پیل ہے۔

بارہویں رمضان کو مدینے کی گلیوں سے اپنا قافلہ نکلا۔(۱۲)کوئی اس مٹھی بھر لشکر کو دیکھتا!اس میں اللہ کے وہ نیک بندے تھے جن کے بارے میں کہا گیا......

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

اور جومہاجرین اورانصار میں(ایمان لانے میں سب سے)سابق اورمقدم ہیں۔(۱۳)

اللہ کے سپاہیوں کی کیا بے سروسامانی ہے!کسی کے پاس زرہ ہے تو کسی کے پاس خود نہیں۔کسی کے پاس کام کا ہتھیار ہے تو کسی کے پاس ڈھال نہیں۔کل دوگھوڑے ستر اونٹ ہیں۔(۱۴)جملہ تین سو تیرہ جانباز!(۱۵)ان میں معاذ اور معوذ جیسے نوعمر بھی شامل ہیں اور عمیر بن ابی وقاص جیسا کم سن بھی شریک ہے جس کی تلوار پرتلے میں باندھی جاتی ہے توزمین پرآکرٹک جاتی ہے۔

مالک بن اُہَیب کے تین بیٹے تھے۔سعدؓ،عامرؓ اورعمیرؓ!تینوں اسلام کے فدائی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اورہمت کے دھنی تھے۔

مسلمان بدر کی طرف چلے ہیں تو مجاہدوں میں ایک کم سن لڑکا بھی تھا جو اِدھراُدھر چھپتا پھررہا تھا۔بڑے بھائی سعد نے دیکھا عمیرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظریں بچائے پھررہے ہیں تو پاس پہنچے بولے......

کیابات ہے عمیرؓ ؟

حضرت عمیرؓ نے جواب دیا......

بھائی میں اس لڑائی میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہوں لیکن ڈررہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں مجھے روک نہ دیں۔میدانِ جنگ میں پہنچنے تک اسی طرح چھپتا پھروں گا۔

کس عمر میں اورکیا جذبہ تھا!حضرتِ سعدؓ کے دل سے بے اختیار دعائیں نکلیں۔بھائی سے کہا......

یہ تومناسب نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر لڑائی میں شریک ہوجاؤ۔بہتر ہے کہ ابھی جاؤ اوراجازت مانگو،شاید اجازت مل جائے۔

لشکرِ اسلام ابھی نقبِ بنی دینار ہی میں تھا کہ حضرت عمیرؓ خدمت نبوی میں پیش ہوئے۔ خاندان کا لاڈلا، کوئی اور ہوتا تو ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا جاتا کہ یہ دن سر پر کفن باندھ کر میدانِ جنگ میں جانے کے نہیں، لیکن بھائی، سگا بھائی دل بڑھا رہا ہے......

جاؤ آگے بڑھو......اجازت مانگو......یہی موقع ہے اگر خدا نے سرفراز کر دیا تو شہادت کی سعادت نصیب ہوگی۔

اللہ اللہ کیا انسان ہیں اور کیا ایمان ہے! موت کی ذرا برابر پروا نہیں......زندگی کے ہر عیش و آرام کو ٹھکرائے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تمنا ہے تو ایک ہی ہے کہ اسلام کا نام زندہ رہے۔ اپنی ہستی چاہے مٹ جائے۔

مدینے سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر فوجوں کا معائنہ ہوا۔ حضرت عمیرؓ مجاہدوں کی صف سے چھانٹ کر الگ کر دیئے گئے۔ ان سے کہا گیا......

میدانِ جنگ میں بچوں کا کیا کام!

حضرت عمیرؓ اپنی محرومی پر رو پڑے۔ (۱۶) دوڑتے ہوئے بھائی کے پاس پہنچے......

بولے میں نہ کہتا تھا مجھے روک دیا جائے گا۔ اب چلیئے اور میری سفارش کیجئے!

خدمتِ نبوی میں دونوں بھائی حاضر ہوئے۔ حضرت سعدؓ بھی سخت بے چین ہیں اور عمیرؓ کی آنکھوں سے تو آنسوؤں کی جھڑی لگی ہے۔

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......عمیر ابھی کم سن ہے!

عرض کیا گیا......

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ عمر کم سہی لیکن ہمت جوان ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا عمیر زار و قطار روئے چلے جا رہے ہیں۔ پاس بلایا تو عرض کیا......

اللہ کے سچے رسول! لِلّٰہ مجھے جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت ہو!

یہ تڑپ، یہ جذبہ، یہ ایمان! جس نے عمیر کو دیکھا عزم و ہمت کی چٹان بن گیا۔ سولہ برس کی بھی عمر نہ تھی مگر بارگاہِ نبوی سے اجازت مل گئی۔ (۱۷)

(وادیٔ بدر میں ایک کنویں (۱۸) کے قریب اللہ والوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ یہیں گھاس پھوس اور کھجور کے پتوں سے ایک چھپر تیار کیا گیا ہے ...... یہ دنیا کے سب سے جلیل القدر سپہ سالار کا کنٹرول روم ہے۔ (۱۹) یہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری رات آنکھوں میں کٹی ہے۔ کبھی دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا مانگتے ہیں......

بارِ الٰہا! تیرا ہی آسرا تیرا ہی سہارا ہے!

حضرت ابوبکرؓ پاس ہیں، چادر کندھے سے گر جاتی ہے تو درست کر دیتے ہیں۔ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سربسجدہ ہیں تو کبھی گڑگڑا رہے ہیں کہ......

یاءاللہ! یہ تیرے چند بندے اگر مٹ گئے تو پھر تیرے نام لیوا باقی نہ رہیں گے۔ تیرا وعدہ ہے کہ میری مدد فرمائے گا:

مولا! آج اس وعدے کو پورا فرما۔ (۲۰)

اسی عالم میں صبح ہوئی اور اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کا پیام آیا......

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں بدر کے مقام پر مدد دی جب کہ تم کمزور تھے۔(۲۱)

مدینے سے کوئی ستر اسی میل دور شام کے راستے میں ایک بیضوی میدان ہے۔ٹیلوں ٹبوں سے گھرا ہوا......یہی میدانِ بدر ہے۔

ابن مسعودؓ کا کہنا ہے کہ سترہویں رمضان کو پو پھٹی تو سورج کے ساتھ لشکر بھی طلوع ہوئے۔(۲۲)عتبہ نے گھوم پھر کر اپنے لشکر کو دیکھا، تیر انداز، زرہ پوش، نیزہ باز، شہسوار سب تیار تھے۔شیبہ، ولید، ابوجہل، امیہ، عباس، عقیل، نوفل، عمرو بن عبدوَدّ۔ایک سے ایک بڑا رئیس، ایک سے ایک بہادر! آج سبھی میدانِ جنگ میں موجود تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی فوج کو ملاحظہ فرمایا۔(۲۳) سوچا ایک اور تین کا مقابلہ ہے بلکہ بات کچھ اس سے بھی بڑھ کر ہے! خود بنفس نفیس، صف بندی فرمائی۔پھر ارشاد کیا......

دشمن آگے بڑھے تو اُسے قریب آنے دو۔اتنا کہ وہ تمہارے تیروں کی زد میں آجائے!

محفوظ دستے سے فرمایا...... بلا اجازت لڑائی میں حصہ نہ لینا!

اتنے میں مشرکین کی فوج نے لات وہبل (۲۴) کے جیکارے بھرے، شگون لیے اور پھر اگلی صف سے عتبہ نکلا۔سردارِ لشکر! رئیس مکہ! سینے پر شتر مرغ کے پر لگے تھے۔دولت و امارت کی نشانی! پیچھے پیچھے شیبہ اور ولید چلے آئے۔ایک بھائی ایک بیٹا! اسلامی لشکر کے آگے کھڑے رہ کر انھوں نے مسلمانوں کو کچھ یوں للکارا......

جسے موت کی آرزو ہو آگے بڑھے!

عوف، معاذ اور ابن رواحہ آگے نکلے۔(۲۵) عتبہ نے کہا......

تم ہم سے لڑو گے! نہیں! جاؤ محمد کے گھرانے والوں کو بھیجو!

یہ بھی عجیب لڑائی تھی، بڑی عجیب لڑائی جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔سب آپس میں بھائی بند تھے۔خون کے رشتے میں پروئے ہوئے لیکن بھائی بھائی کے مدِمقابل تھا اور بیٹا باپ کے درپے!......آج گرہ خون کے رشتے کی نہیں اللہ کے نام کی تھی!

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا آبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ.

آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں۔گو وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔(۲۶)

اب حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہ بن حارثؓ نکلے اور لشکرِ اسلام سے یا حیی یا قیوم کا نعرہ بلند ہوا۔حق اور باطل ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔ایک دوسرے سے لپٹ پڑے۔یہ داؤ وہ پینترا، یہ گھات وہ ضرب! طوفانِ نوح کا ریلا تھا۔پہاڑوں کی ٹکر تھی۔تلواروں کی لو نہیں بجلیاں سی کوندرہی تھیں کہ حضرت حمزہؓ کے آگے عتبہ جیسا سورما اور حضرت علیؓ کے آگے ولید جیسا بہادر پڑے دم توڑ رہے تھے۔عبیدہؓ زخموں سے چور تھے کہ ساتھیوں نے بڑھ کر سنبھالا اور شیبہ ڈھیر ہو کر گر پڑا۔

یہ دیکھ کر عبید بن عامر اٹھلاتا ہوا نکلا اور مسلمانوں کو للکارا۔وہ چار آئینہ سج کر نکلا تھا۔آدمی کیا فولاد کا دیو معلوم ہوتا تھا۔بس صرف دو آنکھیں کھلی تھیں جو فولادی ٹوپی سے جھانک رہی تھیں صف سے نکلا تو مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا۔حضرت زبیرؓ نے دیکھا دشمن اپنی زرہ پوشی پر نازاں ہے تو نیزہ لے کر آگے بڑھے اور اس کی آنکھ کو نشانہ بنایا۔وار اس

غضب کا تھا کہ نیزے کا پھل دیدے میں چبھ کر مغز چاٹتا گدی میں گڑ کر رہ گیا اور جب وہ چکرا کر گرا تو نیزہ ایسا چبھا ہوا تھا کہ اس کی لاش پر پیر رکھ کر حضرت زبیرؓ نے پوری قوت سے جھٹکا دیا تب بھی بڑی مشکل سے باہر نکلا۔ نکلا تو اس حال میں کہ پھل آگے سے مڑ گیا تھا۔(۲۷)

مشرکین نے دیکھا ان کے نامی گرامی سردار مارے گئے تو مسلمانوں پر ہلہ بول دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں زمین پر سے اٹھائیں۔ ان پر کچھ دم کیا اور مشرکین کی طرف پھینک کر فرمایا......

شَاهَتِ الْوُجُوه، اَللّٰهُمَّ ارْعُبْ قُلُوْبَهُمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ.

ان کے چہرے رسوا اور ذلیل ہوئے۔ اُن کے دلوں پر خوف طاری ہوا اور قدم اکھڑ گئے۔

اب عام (۲۸) جنگ شروع ہوگئی۔ حمزہؓ، علیؓ، زبیرؓ، ابودجانہؓ، مقدادؓ، ابن عوفؓ، سعدؓ ان پر پل پڑے۔ شیر کچھار سے نکلے تھے۔ کس کی ہمت تھی کہ ان کے آگے آتا۔ جو آگے آیا مارا گیا۔ عمرو بن عبدوَدّ جیسا جری جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا۔ چکرا کر گرا اور زخمی ہو کر بھاگا۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے۔(۲۹)

میں تیر چلا رہا تھا کہ دیکھا دو لڑکے میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔

انھوں نے قریب ہو کر کہا...... ذرا یہ تو بتا دیجیے کہ ابوجہل کون سا ہے؟

میں نے کہا...... کیوں؟

جواب ملا...... ہم نے آج اللہ سے عہد کیا ہے کہ جہاں اسے دیکھ پائیں گے قتل کر دیں گے یا خود لڑ کر مر جائیں گے!

میں نے اشارے سے بتایا...... وہ دیکھو!

انھوں نے دیکھا......

دور دبلا پتلا، روکھے پھیکے چہرے کا ایک آدمی کڑک آواز اور سخت لہجے میں چیختا چلاتا اپنے لشکر کے آگے پیچھے گھوڑا دوڑاتا پھر رہا تھا۔

دونوں نے اسے دیکھ لیا تو شیر کی طرح جھپٹے اور باز کی طرح اپنے شکار پر جا گرے۔ پلک جھپکتے میں ایک نے تلوار تولی اور ہاتھ چلا دیا۔ ابوجہل اپنے گھوڑے سے گرا اور زمین پر پڑا ایڑیاں رگڑنے لگا۔(۳۰)

عکرمہ نے دیکھا کہ باپ خون میں لت پت دم توڑ رہا ہے۔ تو بھاگتا ہوا آیا اور حملہ آور پر پیچھے سے وار کر دیا۔ حضرت معاذ کا بایاں ہاتھ کٹ گیا مگر اس کا تسمہ لگا رہا۔(۳۱) معاذ پلٹے۔ عکرمہ پر جھپٹے وہ کنی کاٹ جان بچا کر بھاگا (۳۲)۔ ہاتھ سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے لیکن واہ رے بہادر چہرے پر شکن تک نہ تھی، وار پر وار کیے جا رہے تھے۔ دیکھا لٹکتا ہوا ہاتھ لڑنے میں آڑے آتا ہے تو اپنے پیر تلے داب کر اس زور سے جھٹکا مارا کہ تسمہ ٹوٹ گیا۔ پھر دَرّاتے دشمن کی صفوں پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ اللہ! یہ حالت اور یہ جرأت! جس نے دیکھا اس پر ہیبت وجلال سے سکتہ طاری ہوگیا...... یہ تھے وہ سرفروش جنھوں نے اپنے خون سے ملت کی تاریخ میں فتح کا پہلا عنوان لکھا۔(۳۳)

ایمان وعشق وآ گہی کا ابتدائی باب!

کارزارِ وجود میں بدر وحنین معرکہ ہائے عشق تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ براہیمی ایمان زندہ ہو تو آج بھی...... آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا!

حواشی

(۱) سورۃ شوریٰ، آیت: ۳۸

(۲) سورۃ بقرہ، آیت: ۱۹۰

(۳) صحیح مسلم۔ باب جہاد وسیر۔ سیرت نگاروں نے یہ جملہ حضرت سعد بن معاذ سے منسوب کیا ہے۔ فتوح العرب، سیرت ابن ہشام، طبری، سیرت ابن کثیر، زاد المعاد اور اسد الغابہ میں بھی یہی ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری (جلد ۷، ص ۳۲۴) اور زرقانی نے شرح مواہب (جلد ۱، ص ۴۱۴) میں طبرانی کی روایت سے بحث کی ہے اور اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ دونوں کی زبان سے یہ جملہ لکھا۔ ایک خیال، بالخصوص طبرانی کا خیال ہے کہ سعد بن عبادہ نے یہ جملہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کہا تھا۔ ابن حجر نے ابن علی کی روایت بھی دی ہے جو سعد بن عبادہؓ سے منسوب ہے، ذہبی نے سیر اعلام النبلاء کی جلد ۱، ص ۱۹۸ میں سعد بن عبادہؓ ہی کا نام لکھا ہے۔ عیون الاثر میں سعد بن عبادہ کا نام ہے۔ موسیٰ بن عقبہ ابن عبادہ کو اصحابِ بدر میں شامل نہیں کرتے لیکن ابن اسحاق، طبری، مدائنی اور بہت سے مؤرخین انھیں بدری سمجھتے ہیں کیوں کہ عین موقع پر کتانہ کاٹا تو وہ مصافِ جنگ میں اتر جاتے۔

(۴) یمن یا حبشہ کے دور از گاؤں کا نام۔

(۵) بخاری، باب مغازی (ابن مسعود) عینی شرح بخاری

(۶) بخاری، زاد المعاد، سیرت ابن ہشام

(۷) یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن (فیصلے کے دن جس دن دونوں جماعتیں (مومن اور مشرک) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔ سورۃ انفعال، آیت: ۴۱۔

(۸) لات معنی ہیں دیوی۔ طائف میں اس کا بت کدہ تھا۔ بنو ثقیف اسے مانتے تھے لات کے استھان کی ایسی ہی عزت کی جاتی تھی جیسے خانۂ کعبہ کی۔ مشرکین مکہ بھی یہاں یاترا کو آتے تھے۔ یہ ایک چوکور پتھر تھا۔ بالکل ناتراشیدہ، کوئی مورت یا شکل بھی نہیں تھی۔ مندر کے اخراجات کے لیے زمین وقف تھی۔ حرم بھی مقرر تھے۔ مندر کے اطراف شکار کھیلنا، درخت کاٹنا اور کشت وخون کرنا سختی سے منع تھا۔ لات کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ......

مکے میں ایک پتھر پر زائرین بیت اللہ کے لیے ستو تیار کیا جاتا تھا اسے لات کہتے تھے۔ بنو ثقیف میں ایک آدمی بھی اس نام کا تھا۔ وہ مرا تو کسی نے یہ بات اڑا دی کہ وہ مرا نہیں اپنے ہم نام پتھر میں گھس گیا ہے۔ بس پھر کیا تھا اس پتھر کی پوجا ہونے لگی۔ عزیٰ تین درختوں کا نام تھا۔ لات، عزیٰ اور منات۔ بت پرستوں کی نظر میں خدا کی بیٹیاں تھیں۔ عزیٰ کے معنی ہیں زہرا، خوب روشن ستارہ۔ وادیٔ نخلہ میں اس کا مندر تھا۔ قریش اور کنانہ اس کے پجاری تھے۔ کلبی کا بیان ہے کہ قریش سب سے زیادہ عزیٰ ہی کو پوجتے تھے۔ اس کی نذر کے لیے آدمی بھی کاٹے جاتے تھے۔

(۹) سُنن ابی داؤد

(۱۰) سورۃ انفال، آیت: ۴۷

(۱۱) تنبیہ واشراف

(۱۲) ابن سعد ہفتہ واقدی اتوار ابن ہشام پیر کا دن، ۸/ رمضان لکھتے ہیں، مسعودی ۳/ رمضان قسطلانی ہفتہ ۱۲/ رمضان۔

(۱۳) سورۃ توبہ، آیت: ۱۰۰، اشارہ اصحابِ بدر کی طرف بھی سمجھا جاتا ہے۔

(۱۴) تاریخ الکامل (غزوۂ بدر) یومِ بدر میں ایک ہی گھوڑا تھا (حضرت علی، طبری، جنگِ بدر اور طبقات، ابن سعد، حصہ سوم صحابہ کرام،

مقداد) قسطلانی نے لکھا ہے کل تین گھوڑے تھے۔

(۱۵) تعداد میں اختلاف ہے کہ میدانِ جنگ میں کتنے مجاہد اترے۔۳۰۵، ۳۱۳، ۳۱۴ یا ۳۳۵۔ایک روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ۳۱۳ صحابۂ کرام جمع ہوئے تھے۔ان میں سے چھ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف کاموں پر روانہ کر دیا تھا۔دو کو مدینے میں ٹھہرایا تھا۔اس طرح ۳۰۵ میدانِ جنگ میں اُترے۔دوسری روایت ہے کہ مجاہدین ۳۱۴ تھے (مہاجرین ۸۳، اوس ۶۱ خزرج ۹۱، دیگر انصار ۷۹، جملہ ۳۱۴) اپنی تصنیف اصحابِ بدر میں قاضی سلیمان نے ۳۳۵ کی تفصیل دی ہے (مہاجرین ۸۷، انصار ۲۴۸)

مہاجرین کی تعداد ۷۴ بھی بتائی گئی ہے۔طبری نے (واقعات ۲ھ) میں اور ابن اثیر نے الکامل میں لکھا ہے کہ ۷۷ مہاجرین نے لڑائی میں حصہ لیا۔البتہ غنیمت میں حصہ ۸۳ کو ملا۔

(۱۶) فتوح العرب (واقدی)

(۱۷) طبقاتِ ابن سعد (حصہ سوم)

(۱۸) وادیٔ صفراء (ص ف راء) اور جار کے درمیان وادی کے نشیب میں کنویں کا نام ہے۔یہ کنواں بدر بن یخلد (ی خ ل د) بن نضر بن کنانہ کے نام پر مشہور ہے۔بدر اور مدینہ میں سات منزلوں کا فاصلہ ہے۔بدر چار مقامات میں تقسیم ہے جن کے نام یہ ہیں۔بدرالموعد، بدرالقتال، بدرالاولیٰ اور بدرالثانیہ، جو تھوڑے تھوڑے فاصلے کے ساتھ واقع ہیں۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بدر قبیلۂ بنی ضمرہ کا ایک فرد تھا جو یہاں رہ پڑا تھا، کنواں اسی کے نام سے منسوب ہو گیا۔معجم البلدان، جلد ا، مطبوعہ بیروت، ۱۹۵۵ء،

(۱۹) عیون الاثر اور طبری (سعد بن معاذ)

(۲۰) ابن عباس (بخاری)

(۲۱) سورۃ آل عمران، آیت: ۱۲۳۔

(۲۲) م ۱۳/ مارچ ۶۲۴ء جمعہ تھا (مواہب، طبری)

(۲۳) ابن عباس (مسلم) قسطلانی (مواہب لدنیہ)

(۲۴) ہُبل، انسانی شکل کا بت تھا، اسے عمرو بن لحی جس سے بنوخزاعہ کا سلسلہ چلا، عراقِ عرب سے لے آیا تھا۔حیرہ کے مقام ہبت سے۔

ارامی زبان میں ہُبل کے معنی روح یا بھاپ کے ہیں، اسے اس گڑھے پر نصب کیا گیا تھا جو بیت اللہ کی چہار دیواری میں حضرت ابراہیم نے کھودا تھا۔بعد میں اس میں چڑھاوے کی رقوم اور نذریں رکھی جاتی تھیں۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسے بیت اللہ کی چھت پر لگایا گیا تھا۔یہ مشرکینِ قریش کا سب سے بڑا بت تھا۔اس کے بازو تیر رکھے رہتے تھے جن سے کاہن قرعہ ڈالتے تھے۔ہبل فتح وکامرانی کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔قریش نے احد کی لڑائی میں اس سے منتیں مانی تھیں۔اسی لیے ابوسفیان ہر جگہ میدانِ جنگ میں اعل الھبل کے نعرے لگاتا پھر رہا تھا۔فتح مکہ کے موقع پر اور بتوں کے ساتھ اس بت کو بھی توڑ دیا گیا۔

(۲۵) قسطلانی۔ابن ہشام نے معاذ کے بجائے معوذ لکھا ہے۔بعض روایتوں میں ہے معاذ، معوذ اور عوف مقابلے کے لیے نکلے۔تینوں بھائی تھے اور تینوں انصاری تھے۔

(۲۶) سورۃ مجادلہ، آیت: ۲۲، حضرت ابوحذیفہ اور حضرت ابوعبیدہ کے والد اور حضرت ابوبکر کے صاحبزادے کافر تھے اور میدان میں مقابلے پر موجود تھے۔

(۲۷) اللہ کے نبی نے یہ نیزہ بطورِ یادگار حضرت زبیر سے لے لیا۔حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تک یہ نیزہ خلفائے راشدین کے پاس رہا پھر حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد کی اس خصوصی یادگار کو مانگ لیا۔والد عوام بیٹے کو بڑا نہ دیکھ سکے۔تربیت والدہ حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب نے کی۔ام المومنین حضرت خدیجہ سگی پھوپھی تھیں۔حاکم نے لکھا ہے سولہ برس کی عمر میں حضرت زبیر ایمان لے آئے۔چچا نوفل بن خویلد نے جو باپ کے مرنے کے بعد ان کے سرپرست تھے۔سخت مظالم کیے کہ اسلام سے پھر جائیں لیکن ایسا نہ ہوا۔حتیٰ کہ تنگ آکر

حضرت زبیر حبشہ چلے گئے۔ حضرت زبیر کو نیزہ پھینکنے میں جو کمال حاصل تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں حبشہ کی ہجرت سے انھیں فائدہ پہنچا ہو کیوں کہ حبشی سانگ (چھوٹا نیزہ) پھینکنے میں طاق ہوتے تھے۔ یہ ان کا قومی ہتھیار تھا۔ حضرت زبیر جب حبشہ سے لوٹے تو نجاشی نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالی میں تین نیزے نذر بھیجے تھے۔ ان میں سے ایک نیزہ حضرت زبیر کو عطا ہوا تھا۔ بدر کی لڑائی کے موقع پر حضرت زبیر زرد رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ کنزالعمال (جلد ۶، ص ۴۱۶) میں ہے۔ زبانِ رسالت سے بیان ہوا کہ آج فرشتے بھی اسی طرح آئے ہیں۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا صرف حضرت جبرئیل کا عمامہ زرد رنگ کا تھا دوسرے فرشتے سفید عمامے پہنے ہوئے تھے محتاط اندازہ ہے کہ اس وقت حضرت زبیر ۲۶، ۲۷ سال کے ہوں گے۔

(۲۸) اس موقع پر مسلمانوں کا شعار اَحد اَحد تھا۔ (سیرت ابن ہشام)

(۲۹) بخاری، مغازی۔

(۳۰) جس مصافِ جنگ میں پے در پے رن پڑتے ہیں۔ وہاں بھی کوئی مجھ سے الجھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں اونٹ کا دوسالہ پٹھا اور نکیلے دانتوں والا ہوں۔ میری ماں نے مجھے حرب و ضرب ہی کے لیے جنا ہے۔ رجز کے یہ بول میدانِ بدر میں ابوجہل کی زبان پر تھے کہ اللہ نے اسے کیفرِ کردار کو پہنچایا۔

(۳۱) فتح الباری (جلد ہفتم، ص ۲۷۱) میں ہے حضرت معاذ بن عفراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حاضر تھے۔ ان کی وفات کے بارے میں ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ ایک خیال یہ ہے کہ ۳۷ھ میں حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ بدر میں زخمی ہوئے اور کچھ دنوں بعد انتقال کر گئے۔

ابوجہل پر ان کے ساتھ ان کے بھائی معوذ نے بھی حملہ کیا تھا۔ دونوں بھائی زراعت کرتے تھے۔

(۳۲) عکرمہ کا ہاتھ بھی اس روز کٹ گیا تھا۔ (واقدی)

(۳۳) ۱۴ مجاہدین شہید ہوئے۔ استیعاب شرح مواہب، چھے مہاجر تھے۔ آٹھ انصار یہ تعداد ۲۳ بھی بتائی جاتی ہے مگر ۱۷ سے زیادہ کے نام نہیں ملتے۔ (قاضی سلیمان اصحاب بدر) کافر ستر قتل ہوئے اور ستر قید۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک میدانِ جنگ میں پہنچ کر دشمن کے مقابلے میں زیادہ بہتر جگہ پر فوجیں اتاریں، پانی کے چشمے اپنے قبضے میں لے لیے۔ یہاں اپنے لیے مجاہدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنٹرول روم (عریش) بنوایا۔ حضرت ابوبکرؓ چیف آف سٹاف قرار پائے۔ سارے احکامات کنٹرول روم سے جو ایک ٹیلے پر واقع تھا انھیں کے ذریعے مجاہدوں تک پہنچتے تھے۔ یہ پہلی تبدیلی تھی جو طریقۂ جنگ میں عمل میں آئی۔ دوسری تبدیلی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ لشکرِ اسلام کا پرچم جنگ بنوایا۔ اس وقت تک بڑے پرچموں کا رواج نہ تھا۔ ہر قبیلہ اپنی اپنی جھنڈی لے کر نکلتا تھا۔ مہاجرین اور انصار کے جدا جدا پرچم اس موقع پر بھی تھے مگر علمِ جنگ سب میں نمایاں تھے۔ تیسری تبدیلی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ مسلمانوں کی صفیں ترتیب دیں۔ اس سے پہلے عرب کی لڑائیوں میں صف بندی کا کوئی تصور نہ تھا۔ رسد کا کوئی مرکزی انتظام نہیں ہو سکا۔ مسلمان اپنے ساتھ خود ہی ستو اور کچھ کھانے کی چیزیں لے آئے تھے۔ مسلمانوں کو ہوشیاری، صبر اور استقامت کی خصوصی تلقین کی گئی۔ ان کا شعار مقرر ہوا جو لفظ اَحد تھا۔ لڑائی چھڑنے کے بعد سے ختم ہونے تک مسلمانوں میں مکمل نظم برقرار رہا۔ بہتر قیادت منصوبہ بندی اور شجاعت و نصرت کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی۔ لڑائی میں تیر، تلوار، نیزے اور پتھر استعمال ہوئے۔ بندی میں جو مشرکین پکڑے گئے ان سے ایک ہزار سے چار ہزار فی کس تک رہائی کے لیے فدیہ لیا گیا جس سے مسلمانوں کو دو اور ڈھائی لاکھ درہم کے درمیان آمدنی ہوئی۔ کچھ نادار قیدیوں نے فدیے میں مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔

☆☆☆

مولانا عبداللطیف مدنی
استاذالحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ

(درسِ حدیث)

ایمان اوراسلام کی حقیقت

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ وَصْفِ جِبْرَئِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانَ وَالْاِسْلَامَ

۲۔۵ حَدَّثَنَا اَبُوْعَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ نَاوَكِيْعٌ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمُرَ قَالَ اَوَّلُ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقَدَرِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ قَالَ خَرَجْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَتّٰى اَتَيْنَ الْمَدِيْنَةَ فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا رَجُلاً مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا اَحْدَثَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ فَلَقِيْنَاهُ يَعْنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ فَاكْتَنَفْتُهٗ اَنَا وَصَاحِبِي فَقُلْتُ يَااَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنْ لَا قَدَرَ وَاَنَّ الْاَمْرَ اُنِفٌ قَالَ فَاِذَا لَقِيْتَ اُوْلٰئِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّي مِنْهُمْ بَرِيْئٌ وَاَنَّهُمْ مِنِّي بُرَآءٌ وَالَّذِيْ يَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍذَهَبًا مَا قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ ثُمَّ اَنْشَاءَ يُحَدِّثُ فَقَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْزَقَ رُكْبَتَهٗ بِرُكْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ فَمَا الْاِسْلَامُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَحَجُّ الْبَيْتِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ قَالَ فَمَا الْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فِيْ كُلِّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَهٗ صَدَقْتَ قَالَ فَتَعَجَّبْنَا مِنْهُ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَمَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَمَا اَمَارَتُهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ بِثَلَاثٍ فَقَالَ عُمَرُ هَلْ تَدْرِي مَنِ السَّائِلُ ذَاكَ جِبْرَئِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ اَمْرَدِيْنِكُمْ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ نَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ كَهْمَسٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ بِمَعْنَاهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ نَحْوُهٰذَا وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحِيْحُ هُوَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ:

حضرت یحییٰ بن یعمرؒ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے تقدیر کے بارے میں کلام کیا ہے وہ معبد جہنی ہے

پھر فرمانے لگے کہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حمیری (مدینہ منورہ کے ارادے سے) نکلے۔ یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ آ گئے۔ پس ہم نے کہا کہ اگر ہم کسی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کریں اور ان سے اس بات کے متعلق دریافت کریں جو اس قوم نے نئی بات نکالی ہے (تو بہتر ہو) تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات ہوئی جب کہ وہ مسجد سے نکل رہے تھے میں نے اور میرے ساتھی نے ان کو گھیر لیا پھر میں نے عرض کی کہ اے ابو عبدالرحمٰن (یہ ان کی کنیت ہے) کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور علم بھی سیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی چیز نہیں اور یہ امر مستانف اور جدید ہے یعنی تقدیر میں پہلے کچھ نہیں ہو چکا (بلکہ لوگ پہلے کام کرتے ہیں پھر وہ لکھے جاتے ہیں) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا جب ان سے ملاقات ہو تو ان کو کہہ دینا میں ان سے اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ اور وہ بات جو حضرت عبداللہ بن عمر قسمیہ بیان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو وہ قبول نہیں ہو گا جب تک کہ وہ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ حدیث بیان کرنے لگے۔ اور فرمایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نمودار ہوا۔ جس کا لباس نہایت سفید کپڑوں پر مشتمل اور بال نہایت سیاہ (اور چمکدار تھے) اس شخص پر نہ تو سفر کی کوئی علامت تھی (کہ اس کو کوئی مسافر اجنبی شخص سمجھا جاتا) اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا (جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کوئی کسی کا مہمان یا مقامی شخص بھی نہیں تھا) یہاں تک کہ وہ شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گیا کہ آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیے اس کے بعد اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں کو اور قیامت کے دن کو دل سے مانو، اور اس بات کا یقین رکھو کہ بھلا برا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب تقدیر کے مطابق ہے۔'' پھر بولا اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اسلام یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور نماز پابندی سے ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ شریف کا حج کرنا اور رمضان مبارک کے روزے رکھنا۔ پھر اس نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان میں رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے راوی کا بیان ہے کو وہ شخص ہر دفعہ پوچھنے کے بعد کہتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس (تضاد) پر ہمیں تعجب ہوا کہ یہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا ہے اور پھر خود ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اس کو ان باتوں کا پہلے سے علم ہو) پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں جواب دینے والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ یعنی قیامت کے بارے میں میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے پھر اس نے کہا اچھا اس کی علامتیں کیا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''لونڈی اپنے آقا اور مربی کو جنے گی، ننگے پاؤں، ننگے جسم والے مفلس وفقیر اور بکریاں چرانے والوں کو تم عالی شان مکانات میں فخر وغرور کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسولِ اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے تین دن کے بعد ملاقات ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی مجھ سے پوچھا عمر جانتے ہو۔سوالات کرنے والا وہ شخص کون تھا۔ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو (اس طریقے سے) تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

تشریح:

اس حدیث کے شروع میں تقدیر پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔یعنی وجودِ ایمان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ بندوں کے تمام اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے ان کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لوحِ محفوظ میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ بندہ جو عمل بھی کرتا ہے وہ خدا کے علم و اندازہ کے مطابق ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کو پہلے سے سب چیزوں کا پورا علم ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی دولت عطا کر کے اس کے سامنے نیکی و بدی دونوں راستے واضح کر دیئے اور ان پر چلنے کا اختیار دے دیا اور آگاہ کر دیا کہ اگر نیکی کے راستے کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا سبب ہو گا جس پر انعام اور جزائے خیر سے نوازے جاؤ گے اور اگر کوئی برائی کا راستہ اختیار کرو گے تو یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا باعث ہوگا۔جس کی وجہ سے سزا اور عذاب کے مستحق قرار پاؤ گے۔سب سے پہلے معبد جہنی نے بصرہ میں یہ بات پھیلائی کہ تقدیر کوئی چیز نہیں۔معاملات پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہوتے بلکہ جب کوئی کام یا کسی حادثہ کا وقوع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے علم میں آتا ہے۔بالآخر حجاج بن یوسف کے زمانے میں یہ قتل کر دیا گیا۔

تقدیر پر ایمان کے بعد ایمان واسلام کی حقیقت جاننے کے لیے حدیث جبرئیل کا ذکر ہے۔جس سے ایمان اور اسلام کے درمیان فرق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ایمان کا تعلق تو باطن یعنی تصدیق قلبی سے ہے اور اسلام کا تعلق ظاہر یعنی اعمال اور بدنی فرمانبرداری سے ہے۔یہ حدیث نہایت جامع اور عظیم الشان ہے۔اس میں تمام احادیث کے مضامین کا نچوڑ اور خلاصہ موجود ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیئیس سالہ زندگی کی ہدایات وارشادات کا مغز وعطر ہے۔دین کے تمام علوم اس حدیث میں آ گئے۔

(۱)　عقائد، یہ ایمان میں آ گئے۔

(۲)　اعمال واحکام یہ اسلام کے ضمن میں آ گئے۔

(۳)　روحانی ترقی یعنی تزکیۂ نفس اور سلوک وتصوف احسان کے ماتحت آ گئے۔

ایمان جڑ اور اسلام اس کی شاخیں ہیں۔کیوں کہ ایمان کی رونق وتکمیل اسلام سے ہوتی ہے اور آخری مرتبہ احسان کا ہے جو بمنزلہ پھلوں کے ہے۔

احسان کے معنی ہیں اچھا کرنا،حسین بنانا،نکھارنا ''ما الاحسان؟ میں سوال سے مقصد یہ ہے کہ ایمان واسلام کی حقیقت تو معلوم ہوگئی۔اب اس کو نکھارنے اور اچھا بنانے کی ترکیب بتا دیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''**ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ**'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو۔حقیقت یہ ہے کہ اس میں اخلاص اور پورے طور متوجہ ہونے کی ترغیب ہے کہ اس تصور سے عبادت کرو کہ اللہ کو دیکھ رہے ہو۔اب جب اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رویت ناممکن ہے تو ایک نہ ہونے والی چیز کا تصور کیسے ہوسکتا ہے تو اس شبہ کو ''**فان لم تکن تراہ**

فانه یراک '' سے دور فرمادیا گیا کہ اگر چہ تم اسے نہیں دیکھتے مگر یہ تمہیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتے ہیں۔ بس اسی کو دل میں جماؤ اور اس یقین کے مضبوط اور پختہ ہوجانے کے بعد دیکھتے ہی جیسی عبادت ہوگی۔ کیوں کہ احسان واخلاص کا مدار ان کے دیکھنے پر ہے نہ کہ تمہارے دیکھنے پر جب اس بات کا استحضار اور پورا دھیان ہوجائے کہ اللہ رب العزت میری حرکت وسکون اور دل کے خطرات وخیالات کو دیکھ رہے ہیں تو اخلاص کی دولت حاصل ہوجاتی ہے۔ حاصل یہ کہ عبادت اس طرح کرو کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو یعنی اگر بالفرض تم دیکھتے ہوتے تو کیا کرتے۔ جس طرح اس وقت کرتے ۔اسی طرح اب بھی بغیر دیکھے کرو۔ اس لیے کہ اگر چہ تم اسے نہیں دیکھ سکتے لیکن وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے اور اصل مدار تمہارے دیکھنے پر نہیں بلکہ اس کے دیکھنے پر ہے پھر آخر حدیث میں قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''**ان تلد الامة ربتها** '' کہ لونڈی اپنے مالک اور مربی کو جنے گی۔ اس جملہ کی شرح میں مختلف اقوال ہیں۔ سب سے راجح اور قوی تر قول یہ ہے کہ قیامت کے قریب حالات اس قدر بدل جائیں گے کہ مربی اپنے تربیت یافتہ کے ماتحت ہوجائیں گے اور چھوٹے بڑوں کا احترام نہیں کریں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمان ہوجائے گی۔ ماں باپ کو ڈانٹ ڈپٹ کرے گی اور ان پر حکومت کرے گی۔ تیسرا قول یہ ہے کہ قیامت کے قریب حالات اتنے خراب ہوجائیں گے کہ لوگ حلال وحرام اور جائز وناجائز کی پروا نہیں کریں گے اور اُم ولد کی بیع کریں گے کہ وہ یکے بعد دیگرے مختلف خریداروں کے قبضہ میں جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کا لڑکا جو اپنے باپ کی جگہ مالک ہوا ہے وہ اس اُم کو خریدے گا اور بھی کئی اقوال ہیں لیکن پہلا اور دوسرا قول اکثر کے نزدیک راجح ہے۔

حدیث کے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''**فلقنی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بعدذلک بثلاث الخ** '' کہ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تین دن کے بعد بتایا کہ وہ جبرئیل ہے۔

اشکال:

ایک روایت میں ہے کہ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو واپس لاؤ لوگ گئے لیکن وہاں کسی کو نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل تھے جو لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔ تو یہ بظاہر تعارض ہے کیوں کہ یہاں تین دن کا ذکر ہے۔

جواب:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت گھر چلے گئے۔ دوسرے صحابہ کو اسی وقت بتلا دیا۔ حضرت عمر تین دن کے بعد آئے تو ان کو بتادیا یا کسی دوسری مشغولیت کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جلدی نہ بتا سکے۔ تین دن بعد بات سامنے آ گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلا دیا۔

☆☆☆

سید کاشف گیلانی

نعت رسولِ مقبول ﷺ

جس کا مقصود ترے در کی غلامی ہو جائے
وہی حافظ ، وہی سعدی ، وہی جامی ہو جائے

حسرتِ دل ہے اُسے در پہ ترے کر دوں تمام
زندگی مجھ کو میسر جو دوامی ہو جائے

شرم آتی ہے ترے در سے نکل کر ہم کو
کوئی یمنی ، کوئی مصری ، کوئی شامی ہو جائے

نہ اٹھا در پہ ترے بیٹھ گیا ہوں دل سے
اس سیہ کار کی منظور غلامی ہو جائے

نام والے بڑے بے نام ہیں تجھ سے کٹ کر
تجھ سے جڑ جائے تو بے نام بھی نامی ہو جائے

مرتبہ اُس کا بھلا کون سمجھ سکتا ہے
سچ ہے جبریلِ امیں جس کا پیامی ہو جائے

جس کو محبوبِ خدا کی ہو حمایت حاصل
کیوں نہ اللہ بھی اُس شخص کا حامی ہو جائے

صدقِ دل سے ترے حلقے میں جو آ جائے غلام
تیری نسبت سے دو عالم میں گرامی ہو جائے

میرے ایمان و عمل میں یہ تفاوت توبہ
کیا ہی اچھا ہو اگر دور یہ خامی ہو جائے

ہر نفس شہرِ محمد میں سکوں ملتا ہے
کاش کاشفؔ تیرے طیبہ کا مقامی ہو جائے

شورش کاشمیریؒ

مرزائی غیر مسلم اقلیت

صبا کے دوشِ نازک پر خبر آئی بحمداللہ
جداگانہ اقلیت ہیں مرزائی بحمداللہ

پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی بحمداللہ

حکیمِ شرقؒ کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی بحمداللہ

علَم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلماں لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی بحمداللہ

فضا میں اڑ رہی ہیں دھجیاں ظلّی نبوت کی
اکٹھے ہو گئے اک صف میں بطحائی بحمداللہ

قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں یارانِ سرِ پُل کے
یہی ہے ملتِ بیضا کی گیرائی بحمداللہ

نبوت قادیاں کی سرزمیں میں ؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیاہے ؟ اس ٹولے کا - - -پسپائی بحمداللہ

زمانہ ہو گیا ' ناقابلِ تسخیر و طاعت ہے
غلامانِ پیمبر کی توانائی بحمداللہ

نبی کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورشؔ
خدا کے دشمنوں کی ہو گی رسوائی بحمداللہ

پروفیسر خالد شبیر احمد

علامہ اقبالؒ اور حکومتِ الٰہیہ

مجلس احرارِ اسلام ہند نے ۲۶ / اپریل ۱۹۴۳ء کو سہارن پور میں اپنے ایک اہم صوبائی اجلاس میں ایک قرارداد پاس کی، جسے ''قراردادِ حکومتِ الٰہیہ'' کا نام دیا گیا۔ اس قرارداد کی چند اہم باتیں مندرجہ ذیل تھیں۔

(۱) مجلس احرار اسلام واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اس کا نظریہ یہ نہیں ہے کہ کسی جغرافیائی، نسلی یا لسانی حدود کو قائم کرنا یا برقرار رکھنا مسلمانوں کا مذہبی یا حقیقی اور قطعی فریضہ ہے۔ بلکہ اس کے برعکس ہر حالت میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دکھائی ہوئی راہ پر چلنا، دنیا میں نیکی سے رہنا، نیکی سے تعاون کرنا، نیکی کی حکومت قائم کرنا اور نیکی کو رواج دینا۔ خلقتِ انسان کی خداوندی، حکمت و مصلحت ہے اور مجلس احرار اسلام دنیا کے جس حصے پہ بھی ممکن ہو، حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی خواہاں ہے۔ تاکہ دنیا کو دکھایا جا سکے کہ اسلام کے زریں اصولوں پر کاربند ہو کر کس طرح دنیا کے مصائب کا علاج کیا جا سکتا ہے اور دنیا اور آخرت میں فلاح کی صورت پیدا کی جا سکتی ہے۔

(۲) اس صورت میں مجلس احرار اسلام یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ کسی علاقے میں محض مسلمانوں کی اکثریت یا افراد کے ہاتھوں میں حکومت کا آ جانا حکومتِ الٰہیہ کے مترادف نہیں بلکہ ایسی شخصی یا جماعتی حکومتوں نے جو اسلام کے نام پر اپنی اغراض کی تکمیل کے درپے ہیں، اسلام کے روئے روشن پر دھبہ لگایا اور دنیا کو اسلام سے متنفر ہونے کی گنجائش دی۔ مجلس احرار اسلام کسی ایسے تجربے کو دہرانے کے لیے مسلمانوں کے دین سے بے بہرہ کسی جماعت یا گروہ کے ہاتھ میں حکومت دے کر مطمئن نہیں ہو سکتی اور وہ مسلمانوں سے پرزور درخواست کرتی ہے کہ وہ اس بارے میں اپنی ذمہ داریوں کا فوری اور کلّی احساس کریں اور اپنی نگاہ سے حکومت الٰہیہ کو الحاد و زندقہ کے فروغ کا موقع نہ دیں بلکہ سب مسلمانوں کو اطاعتِ خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم پر کمربستہ ہونے کی تلقین و تاکید کریں۔

اس قرارداد کے منظور ہونے پر ملک کے مفاد پرست عناصر جن میں ہندو اور مسلمان دونوں شامل تھے مجلس احرار اسلام کو زبردست تنقید کا نشانہ بنایا۔ خصوصیت کے ساتھ مسلم لیگ کے اس وقت کے رہنما اور رضا کار اس قرارداد پر تنقید کرنے میں سب سے آگے تھے۔ حالانکہ خود مسلم لیگی رضا کاروں کے لب پر وہی ایک نعرہ تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ؟ بہرحال یہ بات تو وقت نے ثابت کر دی کہ یہ نعرہ محض ایک فریب اور دھوکا تھا۔ دراصل جن لوگوں نے اس وقت قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم پاکستان میں خلفاء راشدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حق حکمرانی ادا کریں گے، ان کی تمام زندگی کے تمام تر معمولات میں اسلام نام کی کوئی شے کسی کو سرے سے نظر ہی نہیں آتی تھی۔ بلکہ اب تو صورت حال یہاں تک تبدیل ہو گئی کہ جو اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرے انہیں گولیوں کا نشانہ بنا دیا جائے۔ اب ان مفاد پرست حکمرانوں کے ہاں

اسلام کا نام لینا انتہا پسندی ہے۔ان کے ہاں یورپی معاشرہ ہی ایک آئیڈیل معاشرہ ہے جس میں دین ومذہب کو ایک کونے میں رکھ کر عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنا ان کی اوّلین ضرورت ہے۔ان حالات کے باوجود پورے ملک میں آج بھی مجلس احرار اسلام ہی ایک ایسی جماعت ہے جو حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی خواہاں ہے اور پورے ملک میں تبلیغ وتحریک کے ذریعے لوگوں کو اس سلسلے میں اپنا ہم نوا بنانے میں مصروف کار ہے۔مجلس احرار اسلام آج بھی پہلے سے بڑھ کر اسی بات پر یقین رکھتی ہے کہ ہمارے تمام دکھوں کا علاج حکومتِ الٰہیہ کے قیام میں ہے۔اور ہمارے سیاسی، معاشی اور معاشرتی تمام مسائل اگر حل ہوسکتے ہیں تو صرف اور صرف اسلام کے نفاذ کے ذریعے ہی۔کسی اور طریقے سے ان مسائل کو حل نہیں کیا جاسکتا۔''خدا کی دھرتی پر خدا کا نظام'' مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی میں ''ہلال نو'' کے دفتر میں کسی کو آٹوگراف دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ''مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا دنیا میں امن نہ ہوگا'' اور یہی بات مجلس احرار اسلام کا مقصد، نصب العین اور مؤقف ہے۔آیئے اب آپ کو مصوّرِ پاکستان کے ان افکار وخیالات سے متعارف کرائیں جو انہوں نے اپنی تحریروں اور اپنے اشعار کے ذریعے مسلمانوں کے سامنے پیش کئے۔جن سے یہ بات ثابت ہوجائے گی کہ ان کے یہ خیالات مجلس احرار اسلام کے نصب العین قیام حکومت الٰہیہ کی زبردست تائید وحمایت ہے۔

اقبال ''تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' میں تحریر کرتے ہیں:

> ''اسلام بحیثیت ایک نظامِ سیاست کے اصول توحید کو انسانوں کی جذباتی اور ذہنی زندگی میں ایک زندہ عنصر بنانے کا عملی طریقہ ہے۔اس کا مطالبہ وفاداری خدا کے لیے ہے۔نہ کہ تاج وتخت کے لیے اور چونکہ ذاتِ باری تمام زندگی کی روحانی اساس سے عبارت ہے۔اس لیے اس کی اطاعت کیشی کا درحقیقت یہ مطلب ہے کہ انسان خود اپنی معیاری فطرت (اعلیٰ صفات) کی اطاعت کیشی اختیار کرتا ہے۔''

اقبال جمہوریت کے واضح طور پر مخالف ہیں۔اور حکومت الٰہیہ کے پرچارک۔علامہ اقبال کے نزدیک جمہوریت میں عوام کو دنیاوی اقتدار کا سرچشمہ قرار دیا گیا ہے۔جس میں اکثریت کا ہر حکم چاہے وہ کتنا ہی غلط اور گمراہ کن ہی کیوں نہ ہو ہر انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اس طرح انسانی ضمیر کی آواز جو ہمیشہ حق کی تائید میں بلند ہوتی ہے اور جس پر انسان کی سیاسی اور عمرانی ترقی کا دارومدار ہے' اکثریت کے فیصلے کے نیچے دب کے رہ جاتی ہے۔علامہ اقبال کے نزدیک حکومت کی کوئی طرز کوئی مطلق حیثیت نہیں رکھتی۔ہر طرح کی حکومت اچھی ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ عدل اور اعتدال کے اصولوں پر عمل پیرا ہو۔اور قوانین الٰہی کو پسِ پشت نہ ڈالے۔جو علامہ اقبال کے نزدیک فطری قوانین ہیں اور جنھیں ہر جماعت اپنے مزاج اور اصولوں کے مطابق ڈھال سکتی ہے۔اقبال اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اگر بجائے مشیت عامہ کے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ حاکمیت یا اقتدار کا ماخذ ذاتِ باری تعالیٰ ہے تو اس سے انسانی آزادی اور انسانی ضمیر کی آزادی خود بخود محفوظ رہتی ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ ترین اوصاف کے ذریعے ہی قانونِ الٰہی کی مجاز ہے اس طرح جماعت کی ترقی کے راستے بھی مسدود ہونے سے بچ جاتے

ہیں۔ غرضیکہ اقبال کے نزدیک مملکتی اقتدار کا ماخذ ذاتِ باری تعالیٰ ہے نہ کہ کوئی جماعت' چاہے وہ کسی نقطۂ نظر میں کتنی ہی زیادہ اکثریت اپنے جلو میں رکھتی ہو۔

علامہ اقبال اصلی اور بنیادی حاکم اسی کو مانتے ہیں جو دنیاوی اعتبارات سے پاک ہو اور اپنے اختیارات میں مطلقِ محض' لازوال ومنفرد اور جامع ہو، اسی ذات کے آگے ہی فطرت انسانی اپنا سر جھکانے میں دلی تسکین اور اپنی عافیت سمجھتی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے بس وہی باقی بتانِ آذری

علامہ اقبال کے نزدیک انسانی زنجیروں کو توڑنے کے لیے اور انسان پر انسان کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے رمزِ لاالٰہ سے واقف ہونا انتہائی ضروری ہے کہ اس کے بغیر انسان کسی قسم کی سعادت سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔

تا نہ رمزِ لاالٰہ آید بدست　　بندِ غیر اللہ را نتواں شکست
نقطۂ ادوارِ عالم لا الٰہ　　انتہائے کارِ عالم لا الٰہ
لا و الاّ احتسابِ کائنات　　لا و الاّ فتح یابِ کائنات

اقبال کے نزدیک مملکت یا حکومت کا اقتدار اور اس کی ہمہ گیریت ہمیشہ مشروط رہی ہے اور اسلامی روایات میں بھی مشروط ہی ہے اور یہ شرط الحکم للہ اور الملک اللہ کے حکم اور ملک اللہ تعالیٰ کا ہے۔ کسی فرد، کسی گروہ، کسی جماعت، کسی نظریے، کسی فلسفے یا کسی اکثریت واقلیت کا نہیں ہے۔ علامہ اقبال توحید کو ہی ایسا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ جس کے اپنانے سے افراد کے اندر لاہوتی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہی وہ صفات ہیں۔ جن سے قوموں اور ملتوں کو قوت وجبروت کی ضمانت حاصل ہوتی ہے۔

ملتے چوں می شود توحید مست　　قوت و جبروت می آید بدست
فرد از توحید لاہوتی شود　　ملت از توحید جبروتی شود
ہر دو از توحید می گیرد کمال　　زندگی ایں را جلال آں را جمال

اقبال کے نزدیک اسلام میں سرمایہ یا ملکیت کا تصور بھی وہی ہے، جو دینِ اسلام بیان کرتا ہے۔ سرمایہ اور ملکیت امانت خداوندی ہے اور وسائل دولت پر کسی فرد یا پھر کسی ایک جماعت کو تصرف حاصل نہیں ہے۔ بلکہ خدا کو ہی یہ حق حاصل ہے۔ انسان جیسے جیسے ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا' ذاتِ باری تعالیٰ کو اپنا مقصود ومنتہا سمجھتا رہے گا۔ اور ہر زمانہ انسانی صفاتِ عالیہ کو متعیّن کرے گا۔ اور یہ فیصلہ کرے گا کہ کونسا طریقہ تمدنی ضروریات کے لیے مفید اور مناسب ہے۔ اس لیے اقبال اس بات پر صدق دل سے یقین رکھتے ہیں کہ اسلام میں سیاست ہو یا پھر معیشت دونوں میں کوئی قطعیت نہیں ہے۔ لیکن بنیادی اصول واضح طور پر بیان کردیئے گئے جن کی پاسداری ضروری اور لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ اداروں کی شکلیں بدلتی رہیں گی اور ان میں احوال کے مطابق تبدیلی بھی ہوتی رہے گی لیکن بنیادی اصول نہیں بدلیں گے۔ جس طرح سیاست میں حقیقی

حاکمیت ذاتِ باری تعالیٰ کی ہے اسی طرح وسائلِ معیشت بھی اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔ جن سے انسان بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لیے استفادہ تو کرسکتا ہے لیکن معیشت کے میدان میں اپنی من مانی نہیں کرسکتا۔ جس طرح حاکمیت کا معیار انسانی صفاتِ عالیہ ہیں۔ اسی طرح اسباب معیشت کی فراہمی بھی اخلاقی اصولوں کے مطابق ہے باوجود یہ کہ اسباب معیشت کو مہیا کرنے میں انسانی تگ ودو ایک بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور اس میں انسانی ارادے کو بھی بڑا دخل حاصل ہے لیکن اگر ذاتِ باری تعالیٰ نے فطری وسائل اور سہولتیں انسان کو فراہم نہ کی ہوتیں تو انسان کی ساری کاوشیں دھری کی دھری رہ جاتیں۔ جیسا کہ ''الارض للہ'' کا بنیادی نکتہ اس کی نشان دہی کرتا ہے اور جس کو علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل اشعار میں کیا خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ؎

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون　　کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے بادِ سازگار　　خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب　　موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب
دہ خدایا ! یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں　　تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں ، میری نہیں

دوسری جگہ اسی بات کو ایک اور طریقے سے یوں بیان کیا ہے ؎

رزقِ خود را از زمیں بروں زوا است　　ایں متاعِ بندہ و ملکِ خدا است
بندۂ مومن امیں ، حق مالک است　　غیرِ حق ہر شے کہ بینی ہالک است
باطنِ الارض للہ ظاہر است　　ہر کہ ایں ظاہر نہ بیند کافر است

اقبال اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ اسبابِ معیشت کی فراہمی اخلاق کے اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے اور یہ اس وقت تک سرے سے ممکن ہی نہیں ہے جب تک یہ بات دلی طور پر تسلیم نہ کرلی جائے کہ ہر شے پر حاکمیت اعلیٰ ذاتِ باری تعالیٰ کی ہے اور اسی اصول پر فرد اور جماعت کے حقوق کا تعین معاشرے میں ایک اعتدال اور توازن پیدا کرتا ہے۔ قرآن پاک اس بات کا اعلان کررہا ہے۔

''اور زمین کو اللہ نے جمہور کے لیے بنایا'' (سورہ الرحمٰن)

یہ بات دین اسلام کی انقلابی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو جو معیشت کے میدان میں پیدائش دولت کا سب سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ ہے وہ بظاہر جمہور کا ہوتے ہوئے بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ انسان اس میں من مانی نہ کرے۔ بلکہ انسان اس سلسلے میں اس ضابطۂ اخلاق کا پابند رہے جو دین اسلام نے بتادیا ہے۔ اس سلسلے میں اسلام نہ ہی تو جاگیرداری کا قائل ہے اور نہ سرمایہ داری یا سرمایہ پرستی کا قائل ہے۔ اگر ان خطوط کی روشنی میں معاشی مسائل کا حل تلاش کیا جائے تو آج کے انسان کو جو کہ معاشی مسائل کے گرداب میں پھنسا ہوا ہے بڑی کامیابی کے ساتھ باہر نکالا جاسکتا ہے۔

اقبال نے اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' میں شیطان کی طرف سے یہ بات کہلوائی کہ اسلام سے اسے زبردست

خطرہ ہے یہ ایک انقلابی دین ہے۔ اس کے تمام بنیادی اصول انتہائی انقلاب انگیز ہیں اور ان بنیادی اصولوں کی گہرائی اتنی زیادہ ہے کہ وہاں تک پہنچنا سرے سے میرے لیے ممکن ہی نہیں۔ اسلام نے تقویٰ کے ذریعے دولت جیسی مہلک اور ضرررساں چیز کو پاک اور صاف کر دیا ہے کہ دولت اگر مردِ مومن کے ہاتھ میں آجاتی ہے تو پورے معاشرے کے لیے باعثِ رحمت بن جاتی ہے اور اگر غیر مومن کے ہاتھ آجائے تو یہی دولت باعثِ زحمت بن جاتی ہے۔ ؎

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک وصاف　　منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر ونظر کا انقلاب　　بادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں

سیاست ومعیشت دو اہم ستون ہیں جن پر معاشرے کی عمارت استوار ہوتی ہے اور ان دونوں ستونوں کے بارے میں جو کچھ اقبال نے کہہ دیا ہے وہ نظام حکومتِ الٰہیہ کی پوری وضاحت ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حکومتِ الٰہیہ میں اقتدار اور نظم معیشت دونوں انسانوں کے اپنے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں اور انسان ان دونوں کو انہی لائنوں پر استعمال کرسکتا ہے جس کا اعلان قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

آج اگر ہم معاشی میدان میں زمین اور سرمایہ کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر اپنے نظمِ معیشت کو استوار کریں تو ایک ایسا نظامِ معیشت ترتیب پائے گا جس کے تحت کوئی شخص رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ کائنات اور اس کے وسائل اتنے وسیع ہیں کہ اگر انسانی عقل وشعور دین اسلام کی قیادت میں کام کرے تو زندگی کو آسان اور سہل بنانے کے ساتھ ساتھ انسان کی نجاتِ اخروی کا بھی ذریعہ بن سکتی ہے دین اسلام کہتا ہے کہ

جب ذاتِ باری تعالیٰ رزق کی مالک ہے تو پھر طلبِ رزق میں غیر اللہ کا عمل دخل شرفِ انسانیت کے روشن چہرے پر حرص وہوس کا داغ کیوں لگائے؟

مضمون کے آخری حصے میں یہ بات بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس وقت حکومتِ الٰہیہ کے قیام میں دو چیزیں رکاوٹ پیدا کر رہی ہیں۔ ایک وطن پرستی اور دوسری جمہوریت۔ جس کے بارے میں امریکی صدر ابراہم لنکن نے اُس وقت تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔ ''عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے لیے!'' ہمارے ملک میں جمہوریت کی یہ تعریف اب یوں ہوچکی ہے ''سرمایہ داروں کی حکومت، سرمایہ داروں کے ذریعے، سرمایہ داروں کے لیے'' چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے وطن پرستی اور جمہوریت کے خلاف نہایت کھل کر لکھا ہے اور برملا کہا ہے کہ دونوں انسانیت کی فلاح و بہود کے لیے انتہائی مضر تصورات ہیں۔ وطن پرستی کا جذبہ انسان کو خدا پرستی سے دور لے جاتا ہے اور قومیت کے نام پر انسانیت کو سب سے زیادہ نقصان اسی وطن پرستی کے جذبے نے ہی پہنچائے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسانوں کا قتل اسی قوم پرستی کی وجہ سے ہوا اور آج بھی دنیا کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اور جو آگ دنیا کے اندر امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل نے لگا رکھی ہے اس کی بنیادی وجہ دین دشمنی کے ساتھ ساتھ وطن پرستی بھی ہے۔ اقبال نے کھل کر اس کے خلاف کہا ہے۔ ؎

اس دور میں مئے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و کرم اور
تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے
یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیب ِ نوی ہے
غارت گرِ کاشانۂ دینِ نبوی ہے
بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے
نظارۂ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بُت کو ملا دے

اوراس کے ساتھ جمہوریت کوبھی علامہ اقبال نے آڑے ہاتھوں لیا۔ یہ جمہوریت وہ خوبصورت نازنین ہے جو اپنی دلفریب اداؤں سے راہ چلتے مسافروں کو لبھاتی تو ضرور ہے لیکن نبھاتی کسی سے بھی نہیں۔ جمہوریت کا نہ اپنا کوئی دستور ہے نہ کوئی واضح موٴقف، یہ نظامِ سرمایہ داری کا سیاسی لازمہ ہے جو نظام سرمایہ داری کو مضبوط و مستحکم بنیادیں فراہم کرکے اس کے تصرفِ بے جا کو آب ودانہ مہیا کرتا ہے۔ جمہوریت حکومت کو، سیاست کو دین سے جدا کرنے کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے۔ جس کے خلاف اقبال نے بہت کچھ کہا ہے۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی
اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گِنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے
متاعِ معنیٰ بیگانہ از دُو فطرتاں جوئی
زموراں شوخیٔ طبع سلیمانے نمی آید
گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانے نمی آید

دوسری جگہ اس طرح ارشادفرمایا:

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردے میں نہیں غیر از نوائے قیصری
دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری
مجلس آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے اثر خواب آوری
گرمیٔ گفتارِ اعضائے مجالس الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگ زرگری
اس سرابِ رنگ و بُو کو گلستاں سمجھا ہے تُو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تُو

ایک اور جگہ اس طرح ارشادفرمایا:

تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

سیف اللہ خالد

سوال......

بات پرانی ہے مگر اتنی بھی پرانی نہیں۔ دوروز قبل کا قصہ ہے جس نے قلب وذہن کو بری طرح سے جکڑ رکھا ہے۔ ایک ایسا منظر جو بھلائے نہیں بھولتا۔ ۶۰ برس کا مدوجزر، اخلاقی اقدار میں تبدل بلکہ تنزل کی پوری داستان مجسم ہوکر سامنے آ گئی۔ وہ ۳۰ کے قریب افراد تھے۔ کچھ کم زیادہ بھی ہوسکتے ہیں۔ خواتین وحضرات یکساں تعداد میں ہوش وحواس سے بے گانہ گھاس کے فرش پر اور کچھ خصوصی طور پر بچھائے گئے قالین پر آڑے ترچھے، الٹے سیدھے، اوندھے پڑے تھے۔ زیادہ تر لوگ لباس کی قید سے آزاد تھے۔ خواتین کے لباس تو بعض جگہ نوچے پڑے تھے، دھجیوں کی صورت۔ بعض نے بے ترتیبی سے اتار پھینکے تھے۔ اسٹیج پر سی ڈی پلیئر اب بھی کچھ الابلا بکے چلا جارہا تھا مگر یہ سب ہوش وحواس کی دنیا سے ناتا توڑ چکے تھے۔ انھیں یوں پڑے دیکھ کر چند روز قبل ۸۰ سالہ خاتون اسماء بی بی کی داستان یاد آ گئی کہ آج سے کامل ۶۰ برس قبل بھی کچھ لوگوں نے ایسا ہی منظر دیکھا تھا۔ آڑے ترچھے، سیدھے الٹے، اوندھے پڑے لوگ لباس سے بے گانہ خصوصاً نوچی کھسوٹی بیبیاں۔ فرق اتنا ہے کہ ان کے جسم خون میں نہائے ہوئے تھے اور روحیں رب العالمین کے دربار میں سرفراز ہوچکی تھیں...... لیکن اب کہ یہ وجود اپنے معدے سے اگلی جانے والی غلاظتوں سے لتھڑے تھے اور ان کے حواس ولایتی مشروب نے مختل کررکھے تھے۔ نمازِ فجر کے لیے مؤذن کی صدا بلند ہورہی تھی اور یہ بے حس وحرکت جسم کراہت انگیز منظر پیش کررہے تھے۔ پھر دیکھا گیا کہ سیکورٹی کمپنی کے اہلکار، ان تمام مدہوشوں کے ذاتی اسٹاف کی مدد سے انھیں اٹھا کر ان کی گاڑیوں میں ڈالنے لگے جن میں اکثر کی پلیٹ سرکاری تھی اور اٹھانے والے اہلکاروں میں قانون نافذ کرنے کی ذمہ دار پولیس کے اہلکار نمایاں تھے۔ جو بے چارے رات بھر اس فارم ہاؤس کو گھیرے کڑی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں نیند، تھکاوٹ اور چہروں پر نفرت کی علامات نمایاں تھیں۔ ان میں سے اکثر تو اس وقت بھی اکتاہٹ کا شکار تھے۔ جب نمازِ عشاء کے بعد والٹن کے مشہور زمانہ مہاجر کیمپ سے کچھ فاصلے پر اس سڑک کے کنارے واقع اس فارم ہاؤس میں جشن طرب بپا تھا۔

اہل ثروت اور طاقت کے ساتھ ساتھ سرکاری پلیٹوں والی گاڑیوں میں ان خواتین کو بھی لایا جارہا تھا جن کو اندر بیٹھے ہوئے شیطان تتلیاں کہہ کر ٹھٹھہ مخول کررہے تھے...... چند روز قبل روزنامہ ''امت'' کو قیامِ پاکستان کے حوالے سے آپ بیتی سنانے والی بزرگ خاتون کو عین ۱۴؍ اگست کی صبح دل کی تکلیف ہوئی تھی اور عشاء کے بعد ان کی عیادت کو پہنچے تو وہ اپنی تکلیف سے زیادہ لاؤڈ اسپیکروں پر کان کے پردے پھاڑ دینے والی میوزک کی آواز سے اذیت میں تھیں اور بار بار ایک

ہی بات کہے جا رہی تھیں۔ کاش ان لوگوں کا بھی کوئی آج کے روز مرا ہوتا۔ انھوں نے بھی گھر بار چھوڑنے کی اذیت سہی ہوتی۔ ان کا سوال تھا کہ اگر یہی کچھ کرنا تھا تو پھر پاکستان بنانے کی ضرورت کیا تھی۔ وہاں تو یہ سب کچھ اس سے بھی زیادہ ارزاں تھا۔ ان کی باتیں اذیت دے رہی تھیں۔ آواز کے کھوج میں نکلے تو معلوم ہوا ایک اعلیٰ سرکاری عہدیدار جو نیک نام مشہور ہیں' ان کی ملکیت فارم ہاؤس میں دو معروف حاجی صاحبان نے جشن آزادی کا پروگرام منعقد کر رکھا ہے۔ جس میں نامی گرامی سرکاری افسران اور معززین شہر شریک ہیں اور شہر کی درجہ اوّل کی گانے والیاں منگوا رکھی ہیں۔ پروگرام چونکہ باقاعدہ شروع نہیں ہوا' اسی لیے سی ڈی چل رہی ہے۔ ایک حاجی صاحب سے دعا سلام تھی، فون کیا تو سیکورٹی کے کنٹرول روم میں تھے جہاں باقاعدہ سی سی کیمروں کے ذریعے فارم ہاؤس کے اردگرد اور اندر کے حالات پر نظر رکھی جا رہی تھی۔ حاجی صاحب کو گلہ تھا کہ ''مولویوں نے عجیب دہشت مچا رکھی ہے، اب دیکھیں اس طرح کے ''بے ضرر'' پروگرام کے لیے بھی سیکورٹی کا بندوبست کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ کو اندر لے جانا ممکن نہیں یہیں بیٹھ کر انجوائے کر لیں۔'' تھوڑی دیر میں ایک پک اپ بھر کر ولایتی مشروب کی لائی گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک گاڑی میں کچھ ''خاص'' قسم کی مہمان آئیں اور یوں یہ مجلس شروع ہوگئی جو ستارۂ صبح کے طلوع ہونے تک جاری رہی اور شرکاء ناچتے ناچتے تھک کر شیطانیت پر اترے اور پھر ہوش وحواس سے بے گانہ ہوتے چلے گئے۔ پو پھوٹنے تک ان شرفا کی اگلی غلاظتیں، آلودہ قالین و تکیے باقی رہ گئے تھے یا اسماء بی بی کے سوال کہ اگر یہی پاکستان کا مقصد تھا تو ہمارے بچے کیوں نیزوں پر پروئے گئے، ہمارے گھر کیوں اجاڑے گئے، ہماری مسجدوں کی بے حرمتی کیوں کی گئی؟ جس اسلامی پاکستان کا وعدہ تھا وہ کہاں ہے؟ اب انھیں کون بتائے کہ اصل قصہ کیا ہے اور قافلے کو ٹھوکر کہاں لگی۔ اب اس پرانی نسل کو کیسے بتایا جائے کہ زمانہ بدل چکا، روشن خیالی ہر نقش کہن پر حاوی ہے۔ وہ اپنا پاکستان تلاش کرنے کی جدوجہد چھوڑ دیں۔ زندگی کے دن پورے کریں مگر یہ سب ان بزرگوں سے کہنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ ورنہ اب اور تب کا فرق جاننے کے لیے مختار مسعود کی ''نوٹ بک'' پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے آٹو گراف سے زیادہ بلیغ شاید ہی کچھ ملے:

وہ اٹھتا ہوا اک دھواں اوّل اوّل
وہ بجھتی سی چنگاریاں آخر آخر
قیامت کا طوفان ، صحرا میں اوّل
غبارِ رہِ کارواں آخر آخر
چمن میں عنادل کا مسجود اوّل
گیاہِ رہِ گُل رُخاں آخر آخر

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

نوحہ

۳۔جولائی ......یومِ دہائی ......صبح سویرے ......ویرانی کے ڈیرے ......اداس چہرے ......شدید گولہ باری......اللہ کے گھر کی تباہی......چھلنی دیواریں......خونیں فرش......زوردار دھماکے......جھلسے دروازے......آتش و آہن ......آگ ہی آگ......لپکتے ہوئے شعلے......اڑتے ہوئے لاشے......خون کی بارش......بچوں کی کراہٹ......المناک صدائیں......شرربار ہوائیں......دیواروں کے اوپر......گوشت کے لوتھڑے......بارود کی بُو......ہر سو لہو......ظلم وشقاوت ......وحشت، بربریت......پلاسٹک کی گڑیاں......بچوں کے جوتے......ٹوٹی ہوئی چوڑیاں......کنگھیاں، پِن ...... جلے ہوئے دوپٹے......خون آلود برقعے......قلم کتاب......پنسل کا پیاں......امتحانی پرچے......بیگ، برتن......روٹیوں کے ٹکڑے ......ننھی سی بچی......ثمرہ کی نوٹ بک ......غمزدہ مائیں ......نڈھال باپ......عورتوں کی آہیں......کرب کا احساس......آنسو ہی آنسو......دکھ کی بُو باس......گندا نالہ......قرآن پاک......احادیثِ مبارکہ......شہید نسخے......مذہبی کتابیں ......خون آلود اوراق ......کٹے پھٹے اعضاء ......ہاتھ پاؤں کی انگلیاں......بالوں سمیت' کھوپڑی کے ٹکڑے......ستم بروں کے خونیں دستانے......!

آب پارہ کے پہاڑ گریہ کناں تھے کہ قحبہ خانہ نہیں' کعبتہ اللہ کی بیٹی تاراج کردی گئی۔شعلوں کی بدمست زبانیں کئی طالبات کو چاٹ گئیں۔سینکڑوں معصوم بچوں کو ہلاک کردیا گیا۔کاکل گیتی کو الجھایا گیا۔سویرا' کالی رات میں تبدیل کردیا گیا۔وہ طالبات جن کے سینے قرآن سے آباد تھے۔ظلم کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بھسم کردی گئیں،کتنی جانیں سطوتِ شاہی کی نذر ہوگئیں۔

کیا یہ انسانی جانوں کے ضیاع کا مسئلہ نہ تھا؟ ہیومن رائٹس ایسوسی ایشن،عورت فاؤنڈیشن،اپواء،علماء،سیاسی جماعتیں،سب لیگیئے،تب لیغیے،دکھی انسانیت کے نام پر کروڑوں روپے ہڑپ کر جانے والی این جی اوز کی ''بیگماتِ اودھ'' انسانی حقوق کے موضوع پر بڑے بڑے لیکچر دینے والے جغادری،شرعی گدھ،سیاسی لٹیرے،بڑے بڑے پر پیچ عماموں والے مذہبی وڈیرے کہاں رہ گئے تھے؟ یہ سب لوگ ظلم کے تماشائی بنے رہے۔دامنِ فرماں روائی،خونِ ناحق سے دھویا گیا۔پان کے بادشاہ اور اینٹ کی بیگی نے خوشی منائی۔خدا کے خوف کو آگ دکھائی......ہر ایک کا چہرہ سہما ہوا تھا۔نیکی پر معصیت غرا رہی تھی......کعبتہ اللہ کی بیٹی کی تقدیس کراہ رہی تھی اور عام تھی چاروں طرف ذریتِ ابن زیاد......کئی مال زادے اپنا اپنا منفی کردار ادا کرتے پھر رہے تھے......اور پاکستان کے کوفہ میں کوئی بھی دربانِ حسینؓ نہ تھا۔یتیم اور لاوارث بچوں کا خون کس قدر ارزاں تھا......نہ کوئی چیخ اٹھی......نہ نوحہ ہوا......صفِ ماتم بچھی،نہ جنازہ اٹھا......جلی ہوئی لاشوں کی راکھ،مارگلہ کی ہوا اڑا لے گئی اور دس جولائی ۲۰۰۷ء کی شام' جب ہمارے ''بہادر سپاہی'' لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو''فتح'' کر کے نکلے تو اُن کے ہاتھوں سے کئی بے گناہ بچوں کا خون ٹپک رہا تھا۔

محمد الیاس میراں پوری

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں احرار کا کردار

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ' ہر مسلمان کے ایمان کا جزوِ خاص ہے۔ اسی مرکزی عقیدے میں نقب زنی کے لیے مختلف اعتقادی قزاقوں نے جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھ کر مختلف ادوار میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان جھوٹے مدعیانِ نبوت کا انجام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بد بخت ازلی کے خلاف جہاد کیا' جو ''جنگ یمامہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اسی جنگ میں مسیلمہ کذاب' حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ اسی دور میں اسود عنسی اور سجاح نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور پھر اپنے بھیانک انجام کو پہنچے۔

مجلس احرار اسلام کی تاب ناک تاریخ' بے لوث قربانیوں اور عزم و ایثار سے عبارت ہے۔ احرار نے ۱۹۳۴ء میں قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس کر کے قادیانیت کے خلاف پہلی منظّم جدوجہد کا آغاز کیا۔ ہندوستان کے معروف علماء خصوصاً حضرت مفتی کفایت اللہؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ہی قادیان میں مدرسہ و مسجد ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے ۱۹۵۳ء میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارتِ خارجہ سے ہٹانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے پورے ملک میں زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ وقت کے چنگیز خان جنرل اعظم خاں نے مارشل لاء نافذ کر کے لاہور کے نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں، ریاستی تشدد کے شرم ناک استعمال سے وقتی طور پر یہ تحریک دبا دی گئی لیکن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

> ''میں نے اس تحریک کی صورت میں' ایک ٹائم بم نصب کر دیا ہے' وقت آنے پر یہ بم ضرور پھٹے گا اور فتنۂ مرزائیت کو اس کے انجام سے دوچار کرے گا۔''

۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کی اسلام اور وطن دشمن سرگرمیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے' انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان کو قائد احرار سید ابوذر بخاریؒ نے اس جرأت مندانہ اقدام پر' ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا:

> ''صحیح ترین بات یہ ہے کہ آزاد کشمیر کی محدود تر حکومت کی مقید ترین اسمبلی نے اس دورِ ضلالت میں ملکی اور عالمی سطح پر کسی برسرِ اقتدار کفر و الحاد کا کوئی رعب اور خوف محسوس نہ کیا۔ اور تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے شہداء کے خون بے گناہی کا روحانی پیغام قبول کر لیا ہے۔''

۲۲ر فروری ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ کا ایک گروپ' شمالی علاقہ جات میں سیر و تفریح کی غرض سے

ملتان سے پشاور جانے والی گاڑی چناب ایکسپریس کے ذریعے روانہ ہوا۔ جب گاڑی ربوہ (موجودہ چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پہنچی تو مرزائیوں نے گاڑی میں مرزا قادیانی کا کفر والحاد پر مشتمل لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جس سے طلباء اور قادیانیوں میں جھڑپ ہوتے ہوتے رہ گئی۔ ۲۹رمئی ۱۹۷۴ء کو طلبہ چناب ایکسپریس کے ذریعے واپس آ رہے تھے۔ گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پہنچی تو قادیانیوں نے طلبہ پر حملہ کر دیا اور اتنا تشدد کیا کہ وہ خون میں نہا گئے۔ جب گاڑی ختم نبوت کی خاطر لہولہان ہونے والے طلبہ کو لے کر فیصل آباد پہنچی تو پورے شہر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

پورے ملک میں احتجاجی ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں کا سیلاب اُمڈ آیا۔ اس تحریک کا سب سے پہلا جلوس چنیوٹ میں تحریک طلباء اسلام کے صدر ملک رب نواز ایڈووکیٹ کی قیادت میں نکالا گیا۔

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاریؒ نے گجرات میں احتجاجی جلوس سے خطاب کیا۔ اس اذیت ناک واقعے کے خلاف مجلس احرار اسلام فیصل آباد کا ایک ہنگامی اجلاس میاں محمد عالم بٹالوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سانحۂ ربوہ پر احتجاج کرتے ہوئے اُس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رامے سے مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ ربوہ کی تحقیقات کی جائیں گی۔ ۹رجون کو مجلس عمل کی تشکیل ہوئی تو اس میں جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور چودھری ثناء اللہ بھٹہ نے بھرپور شرکت کی۔ چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام اور تحریک طلباء اسلام کے زیر اہتمام ایک پرامن اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ابن امیر شریعت، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور محمد عباس نجمی نے کہا کہ ربوہ کا واقعہ فوری ردّ عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

واقعہ ربوہ کے دوسرے دن مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن (اب سیکرٹری جنرل) پروفیسر خالد شبیر احمد نے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کے لیے فیصل آباد میں تحریک چلائی، بیج اور سٹیکرز پر ”قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کرو“ تحریر کروا کر پورے شہر میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد مجلس احرار اسلام نے لاہور سے اشتہارات، بیج اور سٹیکرز شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیے۔ جس کے نتیجے میں پورے ملک میں قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی فضا بنی۔ اور قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا نعرہ زبان زدعام ہوا۔

حکمرانوں نے حسب معمول واقعہ ربوہ کو بھی دبانے کی کوشش کی لیکن پنجاب اسمبلی میں بھی سانحہ ربوہ کی بازگشت سنی گئی۔ قادیانیوں کی اس چنگیزیت کو دیکھتے ہوئے ملک کے تمام اکابر علماء وقائدین متفق ہو گئے۔ ۹رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا عبید اللہ انورؒ، مولانا عبدالستار نیازیؒ، وغیرھم ایسی نمائندہ دینی وقومی شخصیات نے اس اجلاس میں شرکت کی۔

تحریک آہستہ آہستہ زور پکڑتی جارہی تھی۔ ۹رجون کے اجلاس میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا کنوینئر مقرر کیا گیا جبکہ ۷ اجون فیصل آباد کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام، جمعیت

علماء پاکستان، حزب الاحناف، مرکزی جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی اور دیگر مختلف دینی و سیاسی جماعتوں کی مرکزی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ چونکہ مختلف مکاتب فکر اور مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے قائدین موجود تھے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ سعادت ہمارے حصے میں آئے۔ بالآخر مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے یہ مشکل مرحلہ بہ آسانی حل ہوگیا۔ چنانچہ حضرت علامہ بنوریؒ کو صدر اور علامہ محمود احمد رضویؒ کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔ تحریک کو مزید مؤثر اور طاقتور بنانے کے لیے آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا سید ابوذر بخاریؒ، علامہ محمود احمد رضویؒ، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ اور دیگر جید علماء کرام نے ملک کے طوفانی دورے کیے اور مسلمانوں کو قادیانیت کا حقیقی چہرہ دکھایا۔ مولانا سید ابوذر بخاریؒ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوگئے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند مولانا سید عطاء المحسن بخاری کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت گرفتار کرلیا گیا۔ وہ چار ماہ تک گجرات جیل میں قید رہے۔ مجلس عمل کی قیادت نے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا اور انھیں رہا کرنے کا مطالبہ کیا۔

مجلس احرار اسلام کے امیر مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے ۲۸؍ جولائی کو ملتان میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے مجلس عمل کے صدر مولانا محمد یوسف بنوری کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مولانا سید ابوذر بخاری کے خطاب کو اخبارات نے بھرپور کوریج دی۔

مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنے وفد کے ساتھ ۴؍ اگست ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کی اور اسی دن شام کو جلسے سے بھی خطاب کیا۔ شورش کاشمیری بیمار ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں تو شرکت نہ کرسکے لیکن لاہور اور لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک ہوتے رہے۔ اور راولپنڈی کے جلسہ سے خطاب بھی کیا۔

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو لاہور میں بادشاہی مسجد میں مجلس عمل کا تاریخی جلسہ ہوا جس میں مولانا سید محمد یوسف بنوری، مفتی محمود، سید مودودی، سید ابوذر بخاری، مولانا عبدالحق، مظفر علی شمسی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا عبدالقادر روپڑی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

اس مقدس تحریک میں طلبہ تنظیمیں بھی پیش پیش تھیں۔ اسلامی جمعیت طلبہ، جمعیت طلبہ اسلام، انجمن طلبہ اسلام اور تحریک طلبا اسلام کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی کی شعلہ نوائی سے خائف ہوکر انہیں گرفتار کرنے کے لیے وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے لیکن انھوں نے ہائی کورٹ سے قبل از گرفتاری ضمانت کرالی۔ آخر ملتان کے جلسہ میں تقریر کے مقدمہ میں انھیں گرفتار کرلیا گیا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ محمد عباس نجمی، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد یوسف سیال، سید محمد ارشد بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے لاہور، ملتان، فیصل آباد، راولپنڈی، بہاول پور، گجرات، گوجرانوالہ اور کراچی کے جلسوں میں قائدِ احرار سید ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے ہمراہ شرکت کی۔

حکومت بالآخر تحریک کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی۔ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی قائم کردی گئی۔ جسے فریقین کی بات

سن کر فیصلہ کرنا تھا۔ اس کمیٹی میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد پر کئی روز جرح کی گئی۔ قومی اسمبلی میں مجلس عمل کی نمائندگی مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمد، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک) اور دیگر ارکان کر رہے تھے۔ مذکورہ حضرات نے شب و روز کی مساعی جمیلہ سے وہ تمام لٹریچر جمع کیا جو خصوصی کمیٹی کے لیے ضروری تھا۔

شہداء ختم نبوت کا مقدس خون اور قائدین تحریک تحفظ ختم نبوت کی بے لوث قربانیاں رنگ لے آئیں۔ قومی اسمبلی نے مرزا ناصر پر گیارہ دن تک اور مرزائیت کی لاہوری شاخ کے امیر پر سات گھنٹے مسلسل بحث کی۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آ پہنچا، جب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر سہ پہر ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا۔ عبدالحفیظ پیرزادہ نے اس سلسلے میں آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا اور جب یہ بل متفقہ رائے سے منظور ہو گیا تو حزبِ اقتدار و حزبِ اختلاف فرطِ خوشی و مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوئے۔ مجلس احرار اسلام کی جانب سے یہ تاریخ ساز فیصلہ کرنے پر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو مبارک باد کا تار بھیجا گیا۔ جس کے جواب میں بھٹو نے کہا کہ یہ سب کچھ آپ لوگوں کی محنت کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار سے یہ عظیم کام لے لیا ہے۔

اس تاریخ ساز فیصلے کے بعد ۹ ستمبر کو ملتان میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مزار پر مجلس احرار اسلام کی جانب سے ایک ہفتہ کے لیے کیمپ لگایا گیا۔ جس میں ملک بھر سے مختلف شخصیات خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے آتی رہیں۔ مولانا مفتی محمود، ولی خان اور مولانا غلام غوث ہزاروی بھی اس کیمپ میں آئے اور شاہ جی کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ جی کا لگایا ہوا پودا آج ثمر آور درخت بن چکا ہے۔ یہ شاہ جی کی محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے کہ آج قادیانیت غیر مسلم اقلیت قرار دے دی گئی ہے۔ اس طرح یہ تاریخ ساز دن علماء حق اور شہداء ختم نبوت کی بے لوث قربانیوں کی فتح کا دن ثابت ہوا۔

☆☆☆

قارئین توجہ فرمائیں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ جن قارئین کا سالانہ زرِ تعاون جولائی، اگست، اور ستمبر ۲۰۰۷ء میں ختم ہو رہا ہے۔ براہِ کرم اسی ماہ میں ہی اپنا سالانہ زرِ تعاون ۱۵۰ روپے ارسال فرمادیں۔ (سرکولیشن مینجر)

ایک تاریخی اشتہار

تہتر برس پرانے اس تاریخی اشتہار کے دیکھنے سے ذہنوں میں تاریخ کے کتنے ہی روشن عنوانات جگمگانے لگتے ہیں۔ دین پور کی دور افتادہ اور ''پسماندہ'' بستی میں امامِ حریت حضرت خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمتہ اللہ علیہ کے وجود کی کشش سے نجانے کہاں کہاں سے داعیانِ حق تشریف لایا کرتے تھے۔ یہ اشتہار اُسی عہدِ ماضی کا ایک یادگار عکس ہے۔

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اس روحانی اجتماع میں شرکت کے بعد امرتسر پہنچے اور وہاں سے ۲۱،۲۲،۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی تاریخی احرار تبلیغ کانفرنس میں شرکت کے لیے قادیان تشریف لے گئے۔ احرار تبلیغ کانفرنس کے آخری اجلاس کی صدارت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے فرمائی اور آخری خطاب حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ نے فرمایا۔ (مدیر)

ایک بہترین خوشخبری

بتاریخ ۷۔۸۔۹۔ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۷۔۱۸۔۱۹۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء

بروز بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ خانپور ریاست بہاولپور میں ہندوستان پنجاب اور ریاست مذکور کے چیدہ ترین علمائے کرام کا مبارک اجتماع ہوگا۔ اس مبارک جلسہ کی شرکت کیلئے برادرانِ اسلام کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ تشریف لاکر مقدس حضرات کے فیوضات سے دیدہ و دل کو منور فرمائیں جلسہ میں شرکت کرنیوالے حضرات کے خفظ طعام کا انتظام منتظمین جلسہ کی طرف سے ہوگا۔

فہرست علمائے کرام جنہوں نے تشریف آوری کا

حتمی وعدہ فرمالیا ہے

(۱) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

(۲) حضرت مولانا قاری حافظ محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

(۳) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری امرتسری

(۴) حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب صدر احرار ہند لودیانوی

(۵) حضرت مولانا ابو الوفا صاحب شاہجہانپوری

(۶) حضرت مولانا خیر محمد صاحب ساکن مغل حمزہ

(۷) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری۔

(۸) حضرت مولانا محمد صدیق صاحب حاجی پوری (ضلع ڈیرہ غازیخان)

(۹) حضرت مولانا عبد اللہ صاحب رحیم آبادی (ریاست بہاولپور)

(۱۰) حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی۔

المعلن

عبد الہادی عفی عنہ خلف اعلیحضرت دامت برکاتہم دین پوری (ریاست بہاولپور)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

شعائر اللہ کی بے توقیری کیوں؟ یہ تو باعثِ رسوائی و عذاب ہے

کیا رویتِ ہلال، رمضان، عیدین اور ایامِ حج شعائر اللہ میں شامل نہیں؟

● افریقہ اور امریکہ کے وسطی اور جنوبی علاقوں میں ۱۲ رستمبر ۲۰۰۷ء جب کہ باقی تمام دنیا بشمول حرمین شریفین اور پاکستان ۱۳ رستمبر ۲۰۰۷ء کی شام ہلالِ رمضان نظر آئے گا۔ ● اس سال پانچ جمعہ کے روزے ہوں گے اور مہینہ ۳۰ دن کا ہوگا۔ ● نبوی حکم کے مطابق عینی رویت اپنالی جائے تو ذلت و رسوائی اور آیا ہوا عذاب ٹل سکتا ہے۔

مفتی صاحب نے فرمایا: ''حج ادا ہو جاتا ہے، علماء کا فتویٰ ہے۔ حج ادا ہو جاتا ہے، چاہے اصحابِ اقتدار یعنی حکامِ وقت ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو وقوفِ عرفہ کا حکم دے دیں'' ...... یہ مفہوم ہے بہت سے علماء سے پوچھے گئے سوالات اور جوابات کا...... مفتی صاحب کا فرمان سر آنکھوں پر، علمائے اسلام کو نائبانِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مقامِ بلند حاصل ہے۔ اللہ کریم نے علمائے حق ہی کے ذریعے قیامت تک دینِ حق کو جاری و ساری اور زندہ رکھنا ہے۔ اللہ کا کلمہ یعنی دین کائنات کی روح ہے۔ روح نکل گئی تو جسم بے کار بلکہ زیادہ دیر رکھنے سے موجبِ آزار ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایمان کے لیے بھی حکم فرمایا کہ روح نکل جائے تو اُس مومن بندے کی میت کو جلد از جلد قبر کے حوالے کر دو، اللہ کا قانون یہی ہے۔ تو جب کائنات کی روح یعنی کلمۃ اللہ یعنی دین نہ رہے گا۔ اللہ خالق کائنات اس کائنات کو عدم کے حوالے کر دیں گے۔ علمائے دین ہی اب نبیوں کے نائب ہیں اور دین کو قائم رکھنے اور آگے سے آگے قیامِ قیامت تک پہنچانے کے اہل اور ذمہ دار ہیں۔ اللہ کریم علمائے کرام کو تمام عالم خصوصاً اہل اسلام کے لیے باعثِ خیر و برکت رکھے۔ آمین!

علماء حق علمائے راسخین فی العلم سے سوال ہے کہ اگر واقعتہً حقیقتاً ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو وقوفِ عرفہ کر لیا جائے یا با الفاظ دیگر عامتہ المسلمین کو ۹ ذی الحجہ کی بجائے ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو وقوف پر مجبور کر دیا جائے تو عام اہل علم اور علماء محققین جن کو سو فیصد اس کا علم دے دیا جائے کہ وقوف ۹ کو نہیں ایک دو دن پہلے کیا جا رہا ہے اور دو اور دو چار، نہ پونے چار، نہ سوا چار ٹھیک چار کی طرح حتمی علم دیا جائے تو کیا یہی راسخ فی العلم علمائے محققین پھر بھی یہی فتویٰ دیں گے؟ اگر بادشاہ وقت سیکورٹی فورسز کے ذریعے اسلام آباد اور راولپنڈی میں حکماً آرڈیننس نافذ کر دیں کہ منگل کے دن زوال کے فوراً بعد نماز جمعہ ادا کی جائے گی اور منگل کے دن جمعہ کی عدم ادائیگی کا فتویٰ دینے والے کو امریکیت کا سامنا کرنا پڑے گا یا ان شہروں کے باسیوں کو پتھر کے زمانے میں بھیج دیا جائے گا اور فرضی قائم کی گئی القاعدہ اور کئی سال پہلے شہید ہو جانے والے شیخ اسامہ اور امیر المومنین ملا

محمد عمر مجاہد اُن کے کسی کام نہ آئیں گے ......اگر کوئی عالم دین زیادہ ہی حکومتی رٹ کو چیلنج کرے گا تو کم از کم اُسے غازی برادران کا حشر سامنے رکھنا ہوگا۔ اگر پورے علاقے کے علماء ہمارے منگل کے اعتدال پسند جمعہ کو نہیں مانیں گے تو اُن کو تورابورا بنادیا جائے گا۔ اعلان ختم ہوا۔ اب بتایئے کہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام' اللہ اُن کا سایہ سلامت رکھے وہ کیا کریں گے۔ مصلحت اور عزیمت میں سے کس راہ کا انتخاب کریں گے۔ اگر تو فتویٰ ''منگل کا جمعہ حق ہے'' پر ہوگا تو ماشاءاللہ نظریۂ ضرورت زندہ باد اور جان بچانا فرض ہے۔ اس پر عملدرآمد ہوجائے گا اور اگر ڈٹ جاتے ہیں تو شعائر اللہ کی عزت وتوقیر کا تقاضا یہی ہے تو علمائے کرام شہید ہوکر اپنی قبروں سے خوشبو برآمد کررہے ہوں گے اور احمد علی لاہوری ہوں یا غازی عبدالرشید اُن کی قبروں کی مٹی عوام وخواص کی رہنما اور ہادی بن کر رہے گی۔ سنا ہے کہ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں اور علماء کی بظاہر ناکامی کے بعد دہلی سے پشاور تک جی ٹی روڈ کے کنارے تمام درختوں کے ساتھ سیکڑوں ہزاروں علماء کی لاشیں اُسی طرح لٹکا دی تھیں جس طرح فرعون نے ستر ہزار جادوگروں کے ایمان قبول کرنے پر اُن کی لاشوں کو کھجور کے تنوں کے ساتھ لٹکا دیا تھا۔ مگر کیا اسلام مٹ گیا؟ کیا علمائے اسلام ناپید ہوگئے؟ ہرگز نہیں۔ نہ فرعون بنی اسرائیل کو مٹا سکا، نہ انگریز بشمول یہود ونصاریٰ علمائے امت علیہ السلام کو مٹا سکے۔ وہاں بھی فرعون اور آل فرعون غرقِ آب ہوئے اور یہاں بھی جس کی مملکت میں سورج غروب نہ ہوتا تھا۔ اُس کا حکم سمٹ کر جزائر برطانیہ میں محدود ہوکر رہ گیا۔ ظالم کو ظلم کا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور مرنے کے بعد تو صبح وشام آگ نار جہنم کے حوالے کردیئے جائیں گے۔ اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اپنے ہی دوستوں کو آزماتا ہے۔ مصائب میں ڈالتا ہے مگر بدلے میں ان کو ہمیشہ کی کامیابی اور وہ کچھ دیتا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی کے دل پر اُس کا خیال بھی نہیں گزرا۔ (مفہوم حدیث نبوی)

نہ شود نصیبِ دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو تیغ آزمائے

محبوب کی تیغِ ناز تو محبِّ صادق ہی کا شکار کرتی ہے اور وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اہل ایمان تو کسی بھی لالچ، کسی بھی خوف، کسی بھی دھمکی کو گھاس کے تنکے برابر حیثیت نہیں دیتے۔ ان کی محبت الٰہی تو سب سے زیادہ شدید ہے اور اہل ایمان کی نشانی اللہ نے بتائی ہے کہ کون کس کے ساتھ ہے؟ اور جو محمد رسول اللہ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے خلاف ''شدت پسند'' اور آپس میں رحیم وکریم ہیں۔ (القرآن) خیر مطلب یہ ہے کہ دینی امور، احکامِ نبوی، شعائر اللہ نہ کسی کے کہے پر تبدیل ہوسکتے ہیں، نہ اُن میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ اگر غلط فہمی میں کوئی حاکم وقت ایسا کرلیتا ہے تو مرنے سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہے مگر جلد توبہ کرنا ضروری ہے۔ علماء کرام ہی نے بتایا ہے کہ روزہ، عیدین، حج اور اوقاتِ نماز شعائر اللہ ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تو پورے دین کو شعائر اللہ قرار دیتے ہیں اور عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں مَعَالِمُ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَمْرُهٗ وَنَهْيُهٗ وَفَرْضُهٗ تمام فرائض اور اوامر ونواہی حدود اللہ کی علامات شعائر اللہ ہیں (بحوالہ روح

المعانی بحوالہ آیات الجہاد) اب اوقات نماز تو سورج کو دیکھے بغیر کافروں کی رصدگاہوں سے طے شدہ گھڑی گھنٹوں پر طے کر لیے جاتے ہیں، اذانیں ہو رہی ہیں، نمازیں پڑھی جا رہی ہیں، روزے رکھے جا رہے ہیں، افطار کیے جا رہے ہیں مگر بڑی سحری وافطاری یعنی پہلی شب اور شبِ عید اُن سے مشورہ لینا گناہ سمجھتے ہیں۔ درست کہ ہم اُن سے مشورہ نہ لیں مگر جس دن وہ کہہ دیں کہ آج پوری دنیا میں چاند پیدا ہی نہیں ہوا تو مقدس ومحبوب پاک سرزمین میں کیوں اعلان کر دیا جائے کہ ''چاند بے شک پیدا نہیں ہوا وہ تو نصب شب بارہ بجے سے پانچ چھے بجے کے درمیان پیدا ہوگا مگر ہم چاند کی پوجا نہیں کرتے۔ چاند ہمارا معبود تھوڑا ہی ہے۔ روزہ بارہ گھنٹے کم وبیش ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر چاند مغرب کی نماز سے اتنا پہلے پیدا ہو جائے کہ اُس کی عمر بارہ گھنٹے ہو جائے تو ہم اُس سے پہلی شب کو شبِ اوّل قرار دے کر تراویح ادا کر لیں گے اور دوسری صبح آئندہ ماہ کا پہلا دن، رمضان کا روزہ شمار ہوگا (بے شک چاند گزشتہ شام پیدا نہ ہوا ہو)۔''

اسلام کی پہلی آواز منفی سے شروع ہوتی ہے مثبت سے نہیں۔ لا الٰہ الا اللہ..... ''اللہ معبود ہے'' نہیں فرمایا'' بلکہ اعلان ہوا کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں'' قانون ہے کہ منفی مثبت سے زیادہ طاقت ور ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ نے دین کو ''لا'' نفی سے شروع کیا۔ جب ہم یہ کہیں کہ آج چاند نظر آئے گا یا اُس کے نظر آنے کا امکان ہے تو یہ بات اتنی قطعی اور وزنی نہیں جتنی یہ کہ فلاں دن چاند نظر نہیں آئے گا۔ اسلام یعنی رسولِ اسلام کا حکم ہے۔ چاند دیکھو پھر روزہ رکھو۔ اب اگر حساب یعنی سائنسی آلات فیصلہ کر دیتے ہیں کہ آج چاند نظر نہ آئے گا تو لاکھ ڈھونڈو، نظر نہ آئے گا۔ البتہ آپ اس قرارداد کو پرکھنے اور جانچنے کا حق رکھتے ہیں کہ ''چاند نظر نہ آئے گا'' لہٰذا چاند نظر نہ آئے گا تو نظر نہ آئے گا اور نظر آنے کا امکان ہے تو دونوں صورتیں ممکن ہیں کہ نظر آئے یا نظر نہ آئے۔

خصوصی درخواست بخدمت عالی علمائے اسلام:

میرا مقصد اللہ کی رضا کے سوا کچھ نہیں۔ آپ حضرات کا حکم ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھ کر روزہ رکھنے اور چاند دیکھ کر عید کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ سائنسی حسابات معاون اور مشیر تو ہو سکتے ہیں مگر ان کو بطور عقیدہ ومذہب کے نہ اپنایا جائے۔ بس یہی بات اصول کی بات ہے نیومون سسٹم آنکھوں دیکھا نظام نہیں، نیومون (تاریک چاند) نظر نہیں آیا کرتا۔ حساب کر کے نیومون والے دن کو پہلی شمار کر لیا جائے تو یہ زیادتی ہے۔ ایک ہی نقطہ فلک پر جب شمس وقمر اکٹھے ہوتے ہیں (قران نیرین) اُسی کو نیومون کہتے ہیں اور اس لمحۂ اجتماع سے نیومون کی عمر شمار ہوتی ہے۔ نیومون جب ۲۰ گھنٹے عمر کو پہنچتا ہے تو اُس کے نظر آنے کے امکانات شروع ہو جاتے ہیں لیکن بعض اوقات وہ ۵۰ گھنٹے سے زائد عمر میں نظر آتا ہے۔ اس کی وجہ بعض دیگر عوامل ہوتے ہیں مثلاً زمین سے سورج اور چاند کے درمیان زاویائی فاصلہ 10° ہونا چاہیے اور سطح سمندر سے چاند کی بلندی کم از کم ۵ درجے ہو۔ پھر زمین کی دو گردشیں ہیں، ایک محوری گردش دوسری سورج کے گرد، اسی طرح چاند کی ایک محوری گردش ہے اور دوسری زمین کے گرد۔ ان دوہری گردشوں کے سبب سورج کے افق سے

غروب ہونے کے بعد چاند کے افق سے غروب ہونے میں اکثر اوقات ۵۰ منٹ ہونا چاہئیں یعنی سورج غروب ہو کر چاند سے سورج کی شعائیں دور ہونے میں وقت لگتا ہے۔ لہٰذا غروب شمس کے کچھ دیر بعد چاند نظر آتا ہے اور جتنا اندھیرا زیادہ ہوگا چاند واضح نظر آئے گا۔ زمینی اور قمری گردشوں کی وجہ سے ارتفاع قمر جب زیادہ ہوتا ہے تو چاند بلند اور واضح نظر آتا ہے پھر عمر زیادہ ہو تو بڑا بھی نظر آتا ہے۔ لوگ شک میں پڑ جاتے ہیں کہ یہ دوسری کا چاند ہے مگر ہوتا ہے پہلی کا چاند جو دوسری بلکہ تیسری کے چاند کے برابر نظر آتا ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ پہلی کا چاند ۲۰ گھنٹے کا ہو تو دوسرے دن ۴۴ گھنٹے عمر کا ہوگا۔ جب کہ اس بار شوال کے چاند کی عمر تقریباً ۵۶ گھنٹے ہوگی اور وہ پہلی کا چاند ہوگا۔ (مورخہ ۱۳/ اکتوبر ۲۰۰۷ء)

پھر عرض کرتا ہوں کہ نیومون سسٹم اور ہلال یعنی نیو کریسنٹ مون دو الگ الگ نظام ہیں۔ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نیومون سسٹم اسلامی نظام رویت نہیں ہے۔ یوم سبت کی بے توقیری پر اصحاب سبت کی شکلیں تبدیل کر کے مبتلائے عذاب کر دیا گیا تھا۔ مگر آج مسلمان کتنی جرأت سے ہلالِ رمضان، ہلالِ عید پھر ہلال ذی الحجہ کی بے توقیری کر رہے ہیں۔ اِنھی تین ہلالوں پر روزہ، تراویح، عیدین اور حج جیسی بڑی بڑی عبادات کا انحصار ہے۔ رویتِ ہلال کے بغیر نیومون پر روزہ مکروہ تحریمی اور ہلال شوال کی رویت کے بغیر نیومون پر عید گویا روزہ کے حکم کی بدترین خلاف ورزی ہے۔ اس کے بعد نیومون پر ہلال ذی الحجہ سے لاکھوں قربانیاں ایک دن پہلے ذبح ہوں گی جو سنتِ ابراہیم تو نہ ہوگی پھر فریضۂ حج ۷ یا ۸/ ذی الحجہ کو (جسے نیومون سسٹم والے ۹ ذی الحجہ شمار کر لیں گے) ادا کیا جائے گا۔ اب یہ ذمہ داری اور حق علماء و مفتیانِ کرام کو ہے کہ ایسا حج، فریضہ حج ہے یا حج کی ریہرسل۔ کیوں کہ عمرہ تو ان دنوں ویسے ہی ممنوع ہوگا۔ خیال رہے کہ اب خود سعودیہ کو اقرار ہے کہ وہ نیومون کی بارہ گھنٹے کی عمر کو اوّل ماہ شمار کرتے ہیں اور اب عرب اہل علم خصوصاً سعودیہ کے علماء بھی سعودی نیومون سسٹم کو غلط قرار دے رہے ہیں۔ ۲۰۰۳ء میں انٹرنیٹ پر آچکا ہے۔ ایک سعودی اہل علم نے ثابت کیا ہے کہ گزشتہ ۶۲ سالوں کی رویتِ ہلال غلط طے کی گئی۔ اب لیجیے ہلال رمضان ۱۴۲۸ھ کس شہر میں کب نظر آ سکتا ہے۔ جدول ملاحظہ ہو۔

حرمین شریفین سمیت دنیا کے ۱۸ بڑے شہروں میں ۱۱/ ستمبر اور ۱۲/ ستمبر ۲۰۰۷ء کی شام رویتِ ہلال کی تقابلی کیفیت

۱۱/ ستمبر ۲۰۰۷ء (رویت ہلال ناممکن)

شہر کا نام	غروبِ شمس کا مقامی وقت		چاند کی عمر بوقت غروب شمس		چاند غروب شمس سے کتنا بعد غروب ہوگا
	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	
مکہ مکرمہ	۲۸	۱۸	۴۴	۲	۴ منٹ پہلے
جدہ	۳۰	۱۸	۴۶	۲	۴ منٹ پہلے
مدینہ منورہ	۲۹	۱۸	۴۵	۲	۴ منٹ پہلے
ریاض	۰۰	۱۸	۱۶	۲	۵ منٹ پہلے

کراچی	۴۱	۱۸	۵۷	ـ	۶ منٹ پہلے
گوادر	۵۹	۱۸	۱۵	۱	۶ منٹ پہلے
لاہور	۱۴	۱۸	۳۰	ـ	۸منٹ پہلے
چارسدہ	۲۴	۱۸	۴۰	ـ	۸منٹ پہلے
پشاور	۲۵	۱۸	۴۱	ـ	۸منٹ پہلے
جھنگ	۲۲	۱۸	۱۸	ـ	۸منٹ پہلے
رباط،مراکش	۴۲	۱۸	۵۸	5	۳منٹ پہلے
لندن	۲۵	۱۸	۴۱	5	۱۰منٹ پہلے
واشنگٹن	۲۳	۱۸	۳۹	۱۰	صفر منٹ
اوٹاوہ کینیڈا	۲۴	۱۸	۰۷	5	۱۶منٹ پہلے
ماسکو	۵۸	۱۸	۱۴	۳	۱۳منٹ پہلے
اوسلو ناروے	۵۱	۱۸	۰۷	5	۱۶منٹ پہلے
ڈنمارک کوپن ہیگن	۳۶	۱۸	۵۱	۴	۱۳منٹ پہلے
سٹاک ہولم سویڈن	۲۲	۱۸	۳۸	۴	۱۵منٹ پہلے

۱۲؍ستمبر ۲۰۰۷ء (رویت ہلال نہ ہو سکے گی)

شہر کا نام	غروبِ شمس کا مقامی وقت		چاند کی عمر غروب شمس		چاند غروب شمس سے کتنا بعد غروب ہوگا
	منٹ	گھنٹے	منٹ	گھنٹے	
مکہ مکرمہ	۲۷	۱۸	۴۳	۲۶	۲۸منٹ
جدہ	۲۹	۱۸	۴۵	۲۶	۲۸منٹ
مدینہ منورہ	۲۸	۱۸	۴۴	۲۶	۲۶منٹ
ریاض	۵۹	۱۷	۱۵	۲۶	۲۵منٹ
کراچی	۴۰	۱۸	۵۶	۲۴	۲۴منٹ
گوادر	۵۸	۱۸	۱۴	۲۵	۲۴منٹ

لاہور	۱۳	۱۸	۲۹	۲۴	۱۹منٹ
چارسدہ	۲۳	۱۸	۳۹	۲۴	۱۷منٹ
پشاور	۲۴	۱۸	۴۰	۲۴	۱۷منٹ
جھنگ	۲۱	۱۸	۱۷	۲۴	۱۹منٹ
رباط، مراکش	۴۱	۱۸	۵۷	۲۹	۲۳منٹ
لندن	۲۳	۱۸	۳۹	۲۹	۳منٹ
واشنگٹن	۲۲	۱۸	۳۸	۳۴	۲۳منٹ
اوٹاوہ کینیڈا	۲۲	۱۸	۰۳	۲۹	۱۵منٹ پہلے
ماسکو	۵۵	۱۸	۱۱	۲۷	۶منٹ پہلے
اوسلوناروے	۴۷	۱۸	۰۳	۲۹	۱۴منٹ پہلے
ڈنمارک کوپن ہیگن	۳۵	۱۸	۵۱	۲۸	۶منٹ پہلے
سٹاک ہولم سویڈن	۱۹	۱۸	۳۵	۲۸	۱۳منٹ پہلے

(۱) ۱۱ر ستمبر شام کو سورج گرہن ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ گرہن کے وقت ننگی آنکھ سے چاند نظر آنا ناممکن ہے نیز اسی شام سورج افق پر کھڑا ہوگا کہ چاند افق سے غروب ہو جائے گا۔

(۲) یہ کوائف گرین وچ کی شاہی رصدگاہ سے لیے گئے ہیں۔ ۱۱ر ستمبر کی شام ہر جگہ چاند سورج سے پہلے غروب ہو رہا ہے اور اُس کی عمر بھی تمام دیئے گئے شہروں/ علاقوں میں نہایت کم ہے۔ رویتِ ہلال ناممکن ہے۔

(۳) ۱۲ر ستمبر کی شام تمام دیئے گئے شہروں میں چاند کی عمر امکانی رویت کے لیے کافی یعنی ۲۰ گھنٹے سے زائد ہے مگر سورج کے غروب ہونے کے ۳۰ منٹوں سے کم وقت میں چاند بھی غروب ہو جائے گا۔ دیگر کوائف بھی ساتھ نہیں دے رہے۔ لہٰذا رویتِ ہلال نہ ہو سکے گی اور ۱۳ر ستمبر کی شام کو ہی رویت ہوگی۔

(۴) عالمی قمری ڈیٹ لائن مطابق علامہ ابوریحان البیرونی، کشید کردہ ڈاکٹر محمد الیاس ملائیشیا اس بات کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ ۱۲ر ستمبر ۲۰۰۷ء کی شام رمضان کا چاند سوائے جنوبی امریکہ، وسطی امریکہ اور جنوبی و وسطی افریقہ کہیں نظر آنا ممکن نہیں۔ لہٰذا صلائے عام ہے آنکھوں والے تجربہ کریں چاند ۱۳ر ستمبر کی شام ہی نظر آ سکے گا۔ ۱۱ یا ۱۲ ستمبر کو نظر نہیں آئے گا۔

☆☆☆

مصنف: مفکرِ احرار چودھری افضل حق　　انتخاب: طیب علی تگہ

کتاب: ''آزادیٔ ہند''

مذہب و اقتصاد

محبت اور رحم مذہب کی اساس و بنیاد ہیں۔ لیکن اہل مذہب صاحبانِ ثروت کے ہتھے چڑھ کر بے مہر اور بے رحم ہو گئے۔ اربابِ سیاست کے ہاتھ میں موم کی ناک ہو کر انسانیت کے مقدر میں پتھر پڑ گئے۔ دنیا میں اربابِ بست و کشاد نے جب غریبوں سے منہ موڑ لیا اور اہل مذہب نے اس بے رخی میں اقتدار اور ثروت کا ساتھ دیا۔ تو محنتی مزدور نے اپنی حالت بدلنے کے لیے کروٹ لی۔ دنیا میں اقتصادی ہلچل شروع ہوگئی۔ سرمایہ محنت سے ٹکرا گیا۔ اہل مذہب بھی سرمایہ داروں کے پلڑے میں تل کر مغضوب ہو گئے۔ عام آبادی کے مقابلہ میں امراء آٹے میں نمک تھے، چٹ ہو گئے۔ مذہب عام آبادی کا قانونِ اخلاق ہے اور محنت عام آدمی کا قانونِ اقتصاد۔ ان دو میں وجہ جنگ موجود نہیں۔ مگر جنگ جاری ہے۔ مذہب کیفیت ہے، اقتصاد کمیت ہے، کیف و کم میں نزاع کیوں ہے؟ اگر انسانی زندگی میں سرمایہ داری کو نظر انداز کر دیا جائے تو مذہب اور اقتصاد میں جنگ نہ رہنی چاہیے۔ مذہب افیون نہیں جو محنت سے باز رکھے۔ بلکہ وہ قوتِ فکر ہے جو ایک طرف تو قوائے عمل کو متحرک کرے اور دوسری طرف بے اطمینانی کو دور کرے۔ دل پر خوشی کے دروازے کھول دے۔ محض اقتصاد وہ ساز ہے جس میں آواز نہیں۔ ساز بغیر آواز کے کسی کیفیت کا حامل نہیں۔ اقتصادی ساز میں سوز پیدا کرنے کے لیے کیف آور مذہب کی ہم آہنگی ضروری ہے تاکہ انسانی زندگی کیف و سرور کی جلوہ گاہ ہو۔ مغرب اقتصادی مسائل میں منہمک ہے۔ مشرق مذہب کی کیفیتوں میں کھویا ہوا ہے۔ انسانیت دونوں سے بیزار ہے۔ وہ دونوں کا اتحادِ عملی چاہتی ہے۔ اقتصاد جسم ہے مذہب روح ہے۔ جسم اور روح کے اتحاد سے زندگی بنتی ہے۔ جوگی روح کی رفعت چاہتا ہے۔ بھوگی محنت میں بسر اوقات کرتا ہے۔ جب جوگی اور بھوگی ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر سفرِ زندگی اختیار کریں تب دنیا کا جہنم جنت میں بدل سکتا ہے۔ محض اقتصادیات خشک بنجر ہے۔ محض عبادت افیون کی طرح قوائے عملیہ کو بے حس کر کے قوموں کو سلا دیتی ہے۔ محض عبادت فرشتوں کا فعل ہے۔ محض محنت گدھے کا کام ہے۔ انسان عمل اور عبادت کا مجموعہ ہے اقتصاد اور مذہب دونوں کا منصفانہ، اتحادِ عمل زندگی کی کشتی کو ساحل مراد پر پہنچانے کا بہترین ضامن ہے۔

ایک انسان کو محنت کے مواقع اور پیٹ پالنے کے سامان ہی مہیا نہ ہونے چاہئیں۔ بلکہ اپنے ہم جنسوں سے مہر و محبت کے سلوک کا درس بھی دینا چاہیے۔ جس کے بغیر مزدور کی ظاہری خوشی میں قلب کا سکون ممکن نہ ہوگا۔ ہم جنسوں سے گہری محبت کا نام ہی مذہب ہے۔ محبت سے ہی طبیعت میں جنت کا اطمینان اور رنگینی پیدا ہوتی ہے۔ اقتصاد کی وہ عمارت جو رحم اور محبت کی بنیاد پر استوار نہ کی جائے۔ وہ ریت کی دیوار ثابت ہوگی۔

اسلام اخوت و مساوات کی اساس و بنیاد پر قائم ہے۔ برابری اور برادری، یہ دعویٰ نہ صرف عبادات تک محدود

ہے بلکہ اس کی سرحدات زندگی کے ہر شعبہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔اسلام نسب کے فخر وغرور کا مخالف اور سرمایہ داری کے برپا کردہ فتنوں کا دشمن ہے۔

اسلام نے دنیا میں دو حیثیتوں کو تسلیم کیا ہے۔ایک کمزور دوسرا زور آور کمزور کی حیثیت کو غیر مرئی طور پر محفوظ کر دیا ہے۔عورت مرد کے مقابلے میں کمزور ہے۔عورت کا باپ کی وراثت میں بطور بیٹی کے حصہ،خاوند کی جائیداد میں شادی پر مَہر اور اس کی موت پر بخرہ مقرر کر کے عورت اور مرد میں اقتصادی مساوات قائم کر دی۔

اسی طرح فاتح اور مفتوح کے قوانین میں غلام کے حقوق خاندان کے افراد کے برابر کر دیئے اور ساتھ ہی غلام کو آزاد کرنے کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا تا کہ اسیرانِ جنگ کے ساتھ کوئی بدسلوکی ممکن نہ ہو سکے۔اگر کوئی شخص اپنے غلام کو تاج پہنا دے تو خدا خوش ہے لیکن کوئی بدسلوکی کرے تو تعزیر ہے۔

اب سرمایہ دار اور غریب کو لو۔سرمایہ دار پر کتنی پابندیاں ہیں۔زکوٰۃ آمدنی پر نہیں لی جاتی بلکہ اصل زر کے حساب سے وصول کی جاتی ہے۔اس میں اڑھائی فیصد ایک سال غریب کے لیے کم از کم حصہ ہے۔اگر غریب آبادی کی زندگی کے اسباب اس روپے سے پورے نہ ہوں تو حاکم کو کوئی امر مانع نہیں کہ وہ امراء کی جائیداد سے جو چاہے وصول کرے۔سرمایہ دار کی حفاظت سب سے اہم فرض ہے۔سود حرام اسی لیے ہوا کہ سرمایہ دار غریبوں کو غلامی کی زنجیروں میں نہ جکڑ سکے اور سوسائٹی میں امیر اور غریب کا قابلِ ذکر امتیاز پیدا نہ ہو۔

اسی اسلام کے اقتصادی اصولوں نے واضح کر دیا کہ زمین اور دولت خدا کی مِلک ہے۔غریب کے لیے جو وصول کیا جاتا ہے۔وہ رحم رعایت یا احسان نہیں بلکہ اس کا حق ہے۔حاکم کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ دنیا کی دولت کسی کے پاس ضرورت سے زیادہ اکٹھی نہ ہو۔اگر ایسی صورت ہو تو وہ جائیداد کو بحق سرکار ضبط کرنے کا حق دار ہے۔جب حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے اعتراض کی بھی دربارِ خلافت میں شنوائی نہ کی تو بہ دیگراں چہ رسد۔

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات اُن کی

☆اب میں وردی کے خلاف تحریک چلاؤں گا۔(جاوید ہاشمی)

موسم بدلا، رُت گدرائی، اہلِ جنوں آزاد ہوئے

☆لاہور: وکلاء کا ملک بچاؤ ریفرنڈم۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کامیاب، مشرف کو صرف چھے ووٹ ملے۔(ایک خبر)

عوامی مقبولیت کا تناسب ملاحظہ ہو!

☆اردو میں تعلیم حاصل کرنا وقت کا ضیاع ہے۔(جاوید اشرف قاضی، وفاقی وزیر تعلیم)

اردو ہماری قومی زبان ہے۔(بانیٔ پاکستان محمد علی جناح)

☆امریکہ پر ایٹمی حملے کی صورت میں' مکہ مدینہ پر حملہ کر دیا جائے۔(نان کریڈو، ''لعنتی'' امیدوار امریکہ)

امریکی اتحادی حکومت' مقدس مقامات پر حملہ کرنے کے بیانات پر ڈوب مرے! (ڈاکٹر طارق چاون)

☆صدر کے پاس ۵۸ ٹو۔ بی کا ایک گولی والا پستول بھی ہے جو کسی کے پاس نہیں۔(شیخ رشید)

بدقسمتی کا تو میں قائل ہی نہیں ہوں لیکن
میں نے برسات میں جلتے ہوئے گھر دیکھے ہیں

☆ڈاکٹر قدیر کو سزا ملنی چاہیے۔(بے نظیر)

ملک کو لوٹنے اور دو ٹکڑے کرنے والوں کو کچھ نہ کہا جائے!

☆غازی عبدالرشید کی قبر پر لوگوں کی آمد جاری۔ مرقد سے مہک آتی ہے۔(زائرین)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے بی اے/ بی ایس سی پوزیشن ہولڈرز کے والدین نے مخلوط تعلیم کی مخالفت کر دی۔(ایک خبر)

روشن خیالوں کے منہ پر طمانچہ

☆راولپنڈی: نعیم بخاری پر وکلاء کا پتھراؤ۔ لاتوں اور مکوں کی بارش، منہ پر تھوکتے رہے۔ نعیم بخاری معافی مانگتا رہا۔(ایک خبر)

ہر میر جعفر، میر صادق کا یہی انجام ہوتا ہے۔

☆ڈاکٹر صاحب! آپ اچھے بھلے سرجن تھے' اِدھر کیسے آ گئے۔(صدر پرویز)

جنرل صاحب! آپ یہ سوال پوچھ رہے ہیں؟ (ڈاکٹر شاہد مسعود)

عبداللہ طارق سہیل

''جگرلخت لخت''

● ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے!

ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ ارے ارے یہ دروازے کے پیچھے کون ہے؟ بندوقچیوں کو بلاؤ...... اچھا بلّی تھی، بھاگ گئی۔ ارے بھئی اس بلّی کو بم سے اڑادو، کم بخت خواہ مخواہ ڈراتی رہتی ہے۔ دیکھو ہمارے دلوں کی دھڑکن رکنے میں نہیں آرہی۔ اچھا خیر۔ تو ہم سب کیا کہہ رہے تھے۔ ہاں ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ بھئی سیکرٹریو! ہمارے بلٹ پروف ہیلی کاپٹر پر بلٹ روکنے والا دوسرا کوٹ بھی کرادو۔ ایک کوٹ آج کل کے زمانے میں کافی نہیں ہے۔ اور یہ نواز خود کو کیا سمجھتا ہے۔ اس کی واپسی سے کوئی نہیں ڈرتا۔ ارے، وہ کھڑکی کے باہر کس کا سایہ پڑ رہا ہے۔ اچھا اچھا، بیل ہل رہی ہے۔ اس بیل کو کٹوادو۔ اسے فاسفورس بم ماردو، کھڑکی پر بلٹ پروف ڈبل کوٹ کروادو۔ وہ سب لوگ کتنے ناقابل اعتبار نکلے جو کہتے تھے نواز شریف کو برطانیہ سے اِدھر نہیں آنے دیں گے۔ ڈک چینی سے کہو کہ وہ بش سے بات کر کے برطانیہ والوں کو سمجھائیں۔ ویسے ہمیں نواز شریف کی آمد سے کوئی پریشانی نہیں۔ ہمارے سب ارکان پارلیمنٹ ہمارے ساتھ ہیں۔ نواز شریف نہ ر کے تو وہ والا لا دیں۔ وہ خود کو کیا سمجھتا ہے۔ کوئی اسے جا کر بتائے ہم خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

● اعجاز الحق کی مقبولیت اور خواہش:

اعجاز الحق کی مقبولیت لال مسجد کی فتح کے بعد جس طرح بڑھی ہے، اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر انھوں نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہ وزیر اعظم بنیں گے اور لوگ مجھے میری محبت میں وزیر اعظم بنائیں گے۔ اس اعلان سے ثابت ہوتا ہے کہ انھیں وزیر اعظم بننے کے لیے ق لیگ اور پیپلز پارٹی کے مشترکہ ٹکٹ کی ضرورت نہیں۔ اپنے زور سے ہی وزیر اعظم بنیں گے۔

ان کے وزیر اعظم بننے میں ویسے تو کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی لیکن جوڑی داروں کا مسئلہ ضرور ہے۔ لال مسجد کی فتح کے بعد مقبولیت کا جو طوفان آیا ہے اور اس میں ان کے ہمراہ بریگیڈیئر ریٹائرڈ جاوید اقبال چیمہ، طارق عظیم، جالندھری قاری، شیر افگن اور شیر پاؤ بھی شریک ہیں۔ چنانچہ عوام ان میں سے ہر ایک کو فوراً ہی وزیر اعظم بنانے پر تل گئے ہیں بس ان کا بس نہیں چلتا۔

● قیامِ پاکستان کا مقصد:

ایک مرتبہ پھر یہ بحث چل رہی ہے یا چلائی جارہی ہے کہ پاکستان کیوں بنا؟ ایک حلقے کا موقف ہے کہ یہ اسلام کے لیے بنا، دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے معاشی حقوق کے تحفظ کے لیے بنا۔ دونوں فریق بحث میں مصروف ہیں۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ دونوں میں سے ایک بھی مقصد پورا نہیں ہوا۔ نہ تو اسلام آیا نہ مسلمانوں کو معاشی حقوق ملے بلکہ جو تھوڑے بہت معاشی حقوق حاصل تھے وہ بھی فیوڈلز اور ان کے اتحادیوں نے چھین لیے اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ فیوڈلز اور ان کے اتحادیوں کا کوئی مذہب ہے نہ نظریہ۔ ثابت یہ ہوا کہ ملک ان دونوں میں سے کسی مقصد کے لیے نہیں بنا تھا۔ اس کا صرف ایک ہی مقصد تھا، وہی مقصد جس کو حاصل کرنے کا اعلان بار بار بلکہ ہر بار ق لیگ کے اجلاس میں کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ مقصد ایک بار نہیں، دس بار حاصل کریں گے اور موجودہ اسمبلیوں سے ہی کریں گے۔ چنانچہ ضرورت ہے کہ حکومت

ایک آرڈیننس کے ذریعے قیامِ پاکستان کا مقصد نوٹیفائی کر کے اس بے مقصد بحث کو ختم کر دے۔

● **وزیراعظم کا رمضان پیکیج، روشن خیال پہلو:**

مبارک ہو وزیراعظم شان وشوکت کے رمضان پیکیج پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔ آٹے سمیت ہر شے کی قیمت میں ۲۰ فیصد اضافہ ہو گیا ہے، بہت سی چیزیں غائب ہو گئی ہیں اور ابھی تو یہ رمضان پیکیج پر عملدرآمد کا پہلا مرحلہ ہے۔ رمضان آتے آتے اشیاء کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ سو فیصد سے کچھ زیادہ ہی رہے گا، بیچ رمضان کے یہ شرح ڈیڑھ سو فیصد ہو جائے گی۔ پھر ''عید پیکیج'' آئے گا، اس جھوٹ شاہ کے گروتھ ریٹ کا تازہ ہدف بھی پورا ہو جائے گا۔

رمضان پیکیج کا یہ صرف ایک پہلو ہے دوسرے پہلو پر ڈاکو عمل کر رہے ہیں۔ انھوں نے ''رفاہی'' سرگرمیاں بڑھادی ہیں یتیم خانہ چوک لاہور میں ڈاکوؤں نے با جماعت کارروائی کی، دکانوں اور راہ گیروں کو پورے اطمینان سے جی بھر کے لوٹا اور پھر اس سے بھی زیادہ اطمینان کے ساتھ خراماں خراماں اپنے گھروں کو تشریف لے گئے، ادھر فیصل آباد کے نواحی گاؤں میں ۱۳ ڈاکوؤں نے واردات کے دوران گینگ ریپ کا روشن خیال کارنامہ بھی انجام دیا۔ ہر طرح کی خوشحالی اور روشن خیالی کی وارداتوں میں شریک سورماؤں کی تعداد جس طرح بڑھ رہی ہے او پر کے دو واقعات اس کی روشن مثال ہیں۔ پتا نہیں اپوزیشن کیوں کہتی ہے کہ ترقی نہیں ہو رہی اتنی ترقی تو امریکہ بھی آج تک نہیں کر سکا۔

● **''دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو'':**

اسے کیا کہیے، یہ کہ حکومت نے وژن ۲۰۳۰ء کے نام سے ایک منصوبے کی رونمائی کی ہے اور اس موقع پر اس ''تکلیف دہ'' حقیقت کا اعتراف بھی کیا ہے کہ قوم نہیں تو ترقی کا کوئی جواز نہیں۔

قوم کی بات تو بعد میں، پہلے یہ سوال اٹھتا ہے کہ ''دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو'' کی ۸ سالہ پالیسی کے کامیاب نتائج کے بعد یہ آگے کی طرف دیکھنے کا فیصلہ کوئی معنی بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ قوم ۸ سال کے دوران ماضی کا زیادہ نہیں تو نصف صدی کا سفر تو ضرور ہی کر چکی ہے اور جب دنیا اکیسویں صدی کی پہلی سیڑھی چڑھ چکی ہے، ہم ۱۹۵۰ء کی دہائی میں واپس پہنچ چکے ہیں۔ فوجی حکومت، بھوکا بنگال جیسی غربت، ۳۰ کروڑ بھکاری کے ناول والی معیشت، یرقان زدہ وفاق، بھادوں کے بادل کی طرح تحلیل ہوتی قومی یکجہتی، ۱۸۵۰ء کے وسطی ہند جیسا امن وامان جب اس پورے علاقے میں امیر علی ٹھگ کی جماعت کا راج تھا، اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ۔ حضور آپ وژن ۲۰۳۰ء نہیں بلکہ وژن ۱۸۳۰ء کی بات کیجیے کہ آپ کی خوشحالی ٹرین کا رخ اسی طرف ہے۔ ویسے اقتصادی ماہرین نے وژن کی اصلاحات کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دستاویز کچھ مددگار نہیں ہوگی۔ رہی قوم کے وجود اور ضرورت کا تکلیف دہ اعتراف کرنے کی بات تو کہا جا سکتا ہے کہ قوم کو تحلیل کرنے کی کوشش میں ناکامی کے بعد یہ اعتراف کرنا مجبوری تھا۔

● **ڈاکٹر افگن:**

ایوان میں ڈاکٹر افگن نے امریکہ کے خلاف جو بھاشن دیا، اپوزیشن نے اسے امام دین گجراتی کا نثری کلام سمجھ کر خوب داد دی، ورنہ تو یہ بات بچہ بھی سمجھتا ہے کہ صلیبیوں کے فرنٹ لائن اتحادی صلیب کے خلاف بات کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ اس مزاحیہ بے وزن، بے بحر، بے ربط اور بے نقط کلام کے اگلے روز سرکار کی اصلی پالیسی کھارجی وزیر کھرشید

کھاسری نے بتادی۔انھوں نے خلافِ معمول سچ اور صرف سچ کے سوا کچھ نہیں کہا، فرمایا: ہم امریکہ سے الگ نہیں جاسکتے۔ امریکی امداد نہ لی تو معاشی طور پر تباہ ہوجائیں گے۔اسرائیلی وزیر سے ملاقات ملکی مفاد میں کی۔واضح رہے کہ ملکی مفاد اور قومی مفاد ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔اس کے تحت قومی خزانے بھرے جاتے ہیں اور روشن خیال طاقتوں، مثلاً اسرائیل وغیرہ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے۔ان تین سچائیوں پر مبنی اتنی طویل تقریر میں کھرشید کھاسری نے کچھ دیگر صداقتیں بھی بیان کیں مگر وہ چنداں اہم نہیں ہیں۔

کھاسری صاحب کی اس تقریر کا ''کھلاسا'' یہ ہے کہ ہم امریکہ کا قرب نہیں چھوڑ سکتے' (جس طرح قاف لیگ وردی سے دور نہیں رہ سکتی) اور امریکی مدد قبول نہ کی تو معیشت برباد ہوجائے گی۔مطلب یہ کہ مزید برباد ہوجائے گی۔خاطر خواہ حد تک تو پہلے ہی برباد ہو چکی ہے۔اس ''کھلاسے'' کے حاشے میں صدر، وزیراعظم کے وہ بیانات درج کیے جاسکتے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ معیشت بحال کردی، ملک دیوالیہ ہونے سے بچالیا، کشکول توڑ دیا۔

● __جھوٹ اور آسکر ایوارڈ:__

جھوٹ بولنا ایک آرٹ ہے اور اس آرٹ پر اگر کبھی آسکر ایوارڈ بنا تو یہ کہیں اور نہیں جائے گا، پاکستان میں آئے گا۔ جھوٹ کی حد عبور کرنے کے بعد بولنے والے کے چہرے پر شرم یا خجالت نہیں، فخر ہوتا ہے، سر بلند کر کے جھوٹ بولتا ہے اور بولتا ہی چلا جاتا ہے، ٹی وی پر ایک ''خدمت نامہ'' چلتا ہے جس کی لائنیں کچھ اس طرح ہیں:

خدمت　　سے　　انکار　　نہیں
بیمار　　اب　　لاچار　　نہیں

حالاں کہ بیمار جتنا لاچار اب ہے' کبھی نہیں تھا اور پوری دنیا میں اس جیسی لاچاری کی کوئی مثال نہیں ملتی۔طبی سہولتوں سے عوام کو محروم کرنے کے میگا پراجیکٹ پر عمل کرنے والے، دواؤں کو ہزار فیصد مہنگا کرنے اور علاج کو ''لگژری'' آئٹم بنانے والے جب ایسے خدمت نامے ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں تو یہی لگتا ہے کہ ان کے لیے ایک آسکر ایوارڈ کافی نہیں پورا ٹرک بھر کر پیش کرنا ہوگا۔

● __میرا وَس نہ زور:__

قاضی حسین احمد کافی دنوں سے سر نیوڑھا کر سیاست کر رہے ہیں۔وہ گھن گرج، وہ دھرنوں کے اعلانات، وہ زور آور بیانات اسی طرح ماضی کا قصہ بن گئے ہیں جس طرح جماعتِ اسلامی کی سٹریٹ پاور۔بس ڈرے ڈرے سہمے سہمے بیانات محتاط خطابات پر گزارا کر رہے ہیں۔ان سے کوئی پوچھتا ہے کہ قاضی صاحب! یہ آپ کو کیا ہوا تو وہ ٹھنڈی سانس بھر کر دھیمے سروں میں یہ شعر گنگنا دیتے ہیں:

میرا　　وَس　　نہ　　زور
فضلو　　دے　　ہتھ　　ڈور

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارُالاحرار

- **لال مسجد کے شہیدوں اور مظلوموں کا خونِ بے گناہی رنگ لائے گا**
- **مساجد ومدارس اور علماء کی شہادت امریکی ایجنڈہ ہے**
- **دیارِ حرم کی موت اور تدفین سعادت اور خوش بختی کی علامت ہے: (سید عطاء المہیمن بخاری)**

کمالیہ (۲۸؍ جولائی) دیارِ حرم کی موت اور تدفین مسلمان کے لیے سعادت اور خوش بختی کی علامت ہے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے سربراہ پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے یہاں عبدالکریم قمر اور اُن کے بھائیوں سے اُن کی والدہ محترمہ کی وفات پر اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے فرمایا جو ۲۷؍ جولائی کو مکہ مکرمہ میں وفات پا گئی تھیں۔مرحومہ ۲۲؍ جولائی کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب گئی تھیں اور عمرہ کی ادائیگی کے چار دن بعد مکہ مکرمہ میں ہی وفات پا گئی تھیں۔ ۲۹؍ جولائی اتوار کو مسجد حرام میں نمازِ فجر کے بعد اُن کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور مکہ مکرمہ میں ہی اُن کی تدفین عمل میں آئی۔حضرت پیر جی نے فرمایا کہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ آدمی جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔مسلمان کے لیے اس سے بڑی سعادت اور خوش بختی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے دیارِ حرم کی موت اور وہاں کی تدفین میسر آ جائے۔یہ انعام بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔مرحومہ کو یہ سعادت بخش کر اللہ تعالیٰ نے اُن کی بخشش کا سامان کر دیا ہے۔جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے عظیم سانحہ کے متعلق آپ نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومتی موقف سراسر غلط ہے۔سیکڑوں طلباء وطالبات کی شہادت، لال مسجد پر گولہ باری اور جامعہ حفصہ کی شہادت بہت بڑا ظلم ہے اور ظالموں کو اس ظلم کی سزا ضرور ملے گی۔اللہ تعالیٰ ظالم کی رسی دراز کرتا ہے لیکن اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ان شہیدوں اور مظلوموں کا خونِ بے گناہی ضرور رنگ لائے گا۔پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے فرمایا کہ حکومت آنکھیں بند کر کے دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد امریکہ کے گھناؤنے اور مکروہ ایجنڈے پر عمل پیرا ہے اور اس کے لیے مساجد اور مدارس کو شہید کیا جا رہا ہے۔دراصل یہ مدارس ومساجد کے منتظمین اور مذہبی جماعتوں کے کارکنوں اور رہنماؤں کو وارننگ ہے کہ وہ اسلام کے ابدی وآفاقی نظام کے نفاذ کے مطالبہ سے دستبردار نہ ہوئے تو ان کا بھی یہی حشر ہوگا۔آپ نے فرمایا کہ حکمران یاد رکھیں ہم اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر حکومتِ الٰہیہ کے قیام کے لیے جدوجہد جاری رکھیں گے اور نفاذِ اسلام کے مطالبہ سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے۔

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ بھی اپنے برطانیہ کے دورے سے واپسی پر ۱۴؍ اگست کو عبدالکریم قمر اور اُن کے بھائیوں سے اظہارِ تعزیت کے لیے کمالیہ تشریف لائے۔مولانا منظور احمد اور محمد آصف چیمہ اُن کے ہمراہ تھے۔انھوں نے ملکی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ سانحہ لال مسجد وجامعہ حفصہ میں سیاسی ودینی جماعتیں سب مجرم ہیں۔حکومت تو امریکی ایجنڈے پر عمل پیرا ہو کر چنگیزیت کا مظاہرہ کر رہی ہے لیکن ملک کی سیاسی اور دینی جماعتوں نے بھی لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے معاملہ میں مجرمانہ غفلت کا ثبوت دیا ہے اور معصوم وبے گناہ طلباء وطالبات کے بچاؤ کے لیے اپنا کردار

ادا نہیں کیا۔ یہ سب مصلحت کی چادر اوڑھے سوتے رہے اور ظالموں کو ظلم کرنے کی کھلی چھٹی مل گئی۔ ساری قوم کو اس جرم عظیم پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے۔ سید محمد کفیل بخاری، ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری، ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری، مولانا محمد یوسف احرار، حافظ محمد اسماعیل (ٹوبہ ٹیک سنگھ) اور دوسرے بہت سے لوگوں نے عبدالکریم قمر سے اُن کی والدہ محترمہ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا ہے اور مرحومہ کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لیے دعا کی ہے۔

پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدرسہ تعلیم القرآن نیم والی مسجد میں پیر جی عبدالحکیم مرحوم کے بیٹوں سے تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ عبداللطیف خالد چیمہ' کریم بخش المعروف الکریم رنگ والے سے اُن کے چھوٹے بھائی کی وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ انھوں نے قدیمی احرار کارکن احمد یار اختر کی بیمار پرسی بھی کی۔

● قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا جامعہ رشیدیہ میں خطاب

ساہیوال (۲۹؍ جولائی) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور ہم ان کی حفاظت کے لیے جانیں قربان کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ دینی مدارس ومساجد کو ختم کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے لیکن مدارس قائم ودائم رہیں گے۔ وہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ۳۸ ویں سالانہ جلسہ سے خطاب کر رہے تھے۔ جلسہ سے جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا بشیر احمد شاد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عالم طارق، مولانا محمد اسماعیل محمدی، قاری سعید ابن شہید، مولانا کلیم اللہ رشیدی، مولانا عبدالقادر ڈیروی اور دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکمران ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ملک سے اسلامی تشخص ختم کرنے کے درپے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے قرآن ہی ضابطہ حیات ہے۔ اگر امت مسلمہ متحد ہو کر کفریہ نظریات وعقائد کے خلاف صف آراء ہو جائے تو یہود ونصاریٰ سمیت تمام کفریہ طاقتیں اپنی موت آپ مر جائیں گی۔ موجودہ حکمران طبقہ سے بھلائی کی توقع کرنا بھی خود کو ذلیل ورسوا کرنے کے مترادف ہے۔ مقررین نے کہا کہ اگر کسی کو لال مسجد انتظامیہ اور غازی برادران سے اختلاف بھی تھا تو صرف طریقہ کار کا اختلاف ہو سکتا ہے ان کا مشن ان کے ارادے نیک اور دین کی سربلندی کے لیے تھے جس کے لیے انھوں نے مفاہمت کی بجائے مزاحمت کا راستہ اختیار کیا جس کا انھیں پورا پورا حق تھا۔ انھوں نے اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ مقررین نے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر تحریک کی کامیابی کے لیے قربانیاں دی گئیں اور خون دیئے بغیر کوئی تحریک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ہماری جنگ فوج سے نہیں بلکہ چند لادین اور کرپٹ جرنیلوں اور سیاست دانوں سے ہے جو پاکستان کی سلامتی کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے معصوم اور بے گناہ طلباء وطالبات کا خون رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ حکمرانوں کے گلے کا پھندہ بن کر ظالم وجابر حکمرانوں کو لے ڈوبے گا۔

● عبداللطیف خالد چیمہ کے اعزاز میں تقریب

لندن (یکم اگست) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ کی پاکستان روانگی سے قبل احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ نے ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا۔ جس میں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئر مین مولانا محمد عیسیٰ منصوری، عالمی مبلغ ختم نبوت عبدالرحمٰن باوا، مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری، کامران رعد اور چودھری محمد عاطف وینس نے شرکت کی۔ مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

مذہبی طبقات کوعوام تک رسائی حاصل کرنی چاہیےاورنوجوان نسل میں بیداری پیدا کرنے کی منصوبہ بندی کر کے اپنے اہداف کی طرف بڑھنا چاہیے۔مولانا جہانگیری نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو پاکستان کے حالات خصوصاً حکمرانوں کی اسلام دشمن پالیسیوں اور وطن دشمن اقدامات نے بے حد اضطراب و پریشانی میں مبتلا کررکھا ہے اور لال مسجد آپریشن نے دنیا میں سفا کی ودرندگی کی نئی تاریخ رقم کی ہے۔تمام مذہبی قوتوں کو ہوش کے ساتھ اپنے اصل دشمن کو پہچاننا چاہیے۔عبدالرحمٰن باوا نے کہا کہ پوری دنیا میں عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کی پرامن جدوجہد ہماری زندگی کا مشن ہے۔قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق غصب کررہا ہے اور سیاست کے عالمی مہرے انھیں پروٹیکشن فراہم کر کے مسلمانوں کا استحصال کررہے ہیں۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی جماعت نے مئی ۲۰۰۸ء میں صدسالہ جشن خلافت منانے کا اعلان کیا ہے۔یہ بھی قادیانیوں کا دجل وفریب ہے۔قادیانی پوری دنیا میں اسلامی شعائر کا استعمال کر کے دھوکہ دے رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ مئی ۲۰۰۸ء میں مجلس احرار اسلام اورتحریک تحفظ ختم نبوت مختلف دینی جماعتوں اوراداروں کے تعاون سے برطانیہ اور پاکستان سمیت دنیا میں سیمینار اوراجتماعات منعقد کر کے قادیانیوں کے صدرسالہ جشن خلافت کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرے گی اورلوگوں کو میڈیا کے ذریعے ایجوکیٹ کیا جائے گا کہ گزشتہ ایک صدی میں قادیانی فتنہ ارتداد نے امت کے چودہ سوسالہ متفقہ اور اجماعی عقیدے میں کس طرح تشکیک پیدا کر کے لوگوں کے ایمان کوخراب کیا اور جہاد کی من مرضی کی تعبیر کر کے یہودونصاریٰ کے عزائم کی تکمیل کے لیے کیا کیا سازشیں کیں۔اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ برس مئی میں لندن میں ختم نبوت اکیڈمی اورگلاسگو میں احرارختم نبوت مشن کی جانب سے اجتماعات منعقد ہوں گے۔جن میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام،دانشور اورصحافی خطاب کریں گے۔بعدازاں علماء کرام اوردینی رہنماؤں نے عبداللطیف خالد چیمہ کو پاکستان کے لیے الوداع کیا۔

● جنرل پرویز اقتدار سے الگ ہوجائیں (مرکزی مجلس عاملہ احرار)

لاہور(۶راگست)مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ نے جنرل پرویز مشرف سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اقتدار سے الگ ہوجائیں،فوج حکومت سے دستبردار ہوکراپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں سنبھال کر بیرکوں میں واپس چلی جائے اور۱۹۷۳ء کا آئین اصل حالت میں بحال کر کے ملک میں سیاسی حکومت قائم کی جائے۔

مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس گزشتہ روز دفتر احرار لاہور میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔جس میں ملک کی موجودہ سیاسی ودفاعی صورت حال پرغور کیا گیا۔سید عطاء المہیمن بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنرل پرویز مشرف روشن خیالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صدارت سے مستعفی ہوجائیں۔انہوں نے کہا کہ وطنِ عزیز جس سیاسی ومعاشی بحران سے آج دوچار ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھا۔دفاعی صورت حال دگرگوں اورانتہائی خطرناک ہے۔امریکہ براہِ راست پاکستان کے سرحدی علاقوں پرکاروائی کی دھمکیاں دے رہا ہے۔گزشتہ دوسال میں امریکہ ہماری سرحدوں پرمتعدد بار حملے کربھی چکا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس صورت حال کی تمام تر ذمہ داری موجودہ حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔پاکستان کوامریکہ کا غلام بے دام بنادیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ نے مسلم لیگ(ن) کے قائم مقام صدرجاوید ہاشمی کی رہائی کونیک شگون قراردیتے ہوئے انہیں مبارک باد دی ہے۔پیپلز پارٹی کا کردارانتہائی منفی ہے جس کا تمام تر فائدہ ایک ڈکٹیٹر کو ہوگا۔ملک کی تمام جماعتیں جنرل پرویز کی واپسی پر

متفق ہو جائیں تو حکومت ایک دن بھی نہیں چل سکے گی۔مجلس عاملہ نے کہا کہ لندن اے پی سی کے بعد اے آرڈی عملاً ختم ہو چکی ہے۔ ڈیموکریٹک الائنس کو مزید وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ امید ہے متحدہ مجلس عمل سترہویں ترمیم جیسی غلطی دوبارہ نہیں کرے گی۔ اور نہ ہی ملک کی مذہبی قوتوں کو مایوس کرے گی۔ اجلاس میں مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار، حاجی غلام رسول نیازی، چودھری محمد اکرام اور محمود شاہد نے شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مجلس احرارِ اسلام کی رکنیت سازی مہم اگست اور ستمبر میں جاری رہے گی۔ عیدالفطر کے بعد مرکزی انتخابات ہوں گے اور استحکام پاکستان کانفرنس منعقد ہوگی۔

● مولانا سہیل باوا کا دورۂ کینیڈا

لندن (۱۳؍اگست) ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ناظم مولانا سہیل باوا کینیڈا کا دورہ مکمل کر کے لندن واپس پہنچ گئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ٹورنٹو میں ختم نبوت اکیڈمی قائم کردی گئی ہے اور کینیڈا کے ممتاز عالم دین مولانا امام نفیس کو اکیڈمی کا سرپرست اور مولانا رفاقت کو امیر مقرر کردیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ مولانا سہیل باوا نے کینیڈا میں قیام کے دوران متعدد مقامی علماء کرام اور ائمہ کرام کو تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے خلاف منظم انداز میں کام کرنے پر آمادہ کیا اور اس حوالے سے مرکزی جامع مسجد ٹورنٹو میں ایک اجتماع بھی منعقد ہوا۔ علاوہ ازیں فیصلہ کیا گیا کہ ۷؍ستمبر کو ٹورنٹو میں یوم تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں اجتماع ہوگا۔

● برطانوی عدالت کا فیصلہ جانبدارانہ ہے۔قادیانی چناب نگر میں دندنا رہے ہیں: (مولانا محمد مغیرہ)

چیچہ وطنی (۲۲؍اگست) جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے ایک برطانوی عدالت کے اس فیصلے کو یک طرفہ اور خلافِ واقعہ قرار دیا ہے کہ ''ربوہ محفوظ شہر نہیں رہا اور یہ کہ اس بنا پر قادیانی پناہ گزینوں کو رہائش وسکونت ملنی چاہیے۔'' جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں ختم نبوت کورس میں شرکت کے بعد یہاں انھوں نے ایک بیان میں کہا کہ قادیانیوں نے آج تک ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کے فیصلے اور امتناعِ قادیانیت قوانین کو تسلیم نہیں کیا۔ قادیانیوں کی سرگرمیاں آئین وریاست سے بغاوت پر مبنی ہیں اور چناب نگر میں اب تک ان کی اجارہ داری ہے۔ چناب نگر میں مسلم اداروں اور مسلمانوں کو مسلسل ہراساں اور تنگ کیا جا رہا ہے۔ دن رات امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ سرکاری انتظامیہ مسلسل خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ چناب نگر کے اردگرد خالص اسرائیل کی طرز پر وسیع رقبے مہنگے داموں خرید کر ریاست کے اندر ریاست بنائی جا رہی ہے۔ اور ملک بھر میں قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں لیکن پھر بھی پوری دنیا میں شور مچایا جا رہا ہے کہ قادیانیوں کے لیے چناب نگر اب سوٹ نہیں کرتا۔ انھوں نے کہا کہ یہ دراصل مرزائیوں کا سیاسی پناہ اور مراعات حاصل کرنے کا بہانہ ہے۔ تاکہ اسلام اور پاکستان کو پوری دنیا میں بدنام کیا جا سکے۔ چنانچہ پاکستانی وزارتِ خارجہ اور برطانیہ میں پاکستانی سفارت خانے کا فرض بنتا ہے کہ وہ پاکستان کو بدنام کرنے والے قادیانی پراپیگنڈے کا جواب دیں۔

● گڑھا موڑ کے قادیانی ڈاکٹر کو قانون امتناعِ قادیانیت کے تحت گرفتار کیا جائے

● عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب مجلس احرار کا نصب العین ہے: (مولانا محمد مغیرہ)

وہاڑی (۲۴؍اگست) مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما اور جامع مسجد احرار کے خطیب مولانا محمد مغیرہ نے کہا ہے

کہ ڈاکٹر مجیب الرحمٰن قادیانی کا تعاقب جاری رہے گا۔قادیانیوں کو ارتدادی تبلیغ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔وہ ۲۴؍اگست کو مسجد اللہ والی گڑھا موڑ میں جمعۃ المبارک کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کررہے تھے۔انھوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانی سازشوں کا محاسبہ وتعاقب مجلس احرار اسلام کا نصب العین ہے۔انھوں نے تمام دینی جماعتوں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے علاقائی رہنماؤں اور کارکنوں سے پرزور اپیل کی کہ وہ قادیانی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور طریقۂ واردات کو سمجھیں اور اُن کو ناکام بنانے کے لیے اپنا موثر دینی کردارادا کریں۔مولانا محمد مغیرہ نے بتایا کہ قادیانی ڈاکٹر مجیب الرحمٰن گزشتہ ڈیڑھ سال سے گڑھا موڑ (ضلع وہاڑی) کے سرکاری ہسپتال میں تعینات تھا۔اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر علاقہ کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتا اور اُن کو مرزائیت کی تبلیغ کرتا تھا۔قادیانیت کا ارتدادی لٹریچر سادہ لوح مسلمانوں میں تقسیم کر کے انھیں گمراہ کرتا تھا۔قادیانی ڈاکٹر نے ایک موقع پر علاقہ کے ناظم کے سامنے اپنے آپ کو مسلمان کہا لیکن تبلیغ قادیانیت کی کرتا رہا۔مجلس احرار اسلام کے مقامی رہنماؤں حافظ گوہر علی، حاجی محمد اقبال، صوفی رب نواز اور قاری عبدالمجید خطیب گڑھا موڑ نے دینی جماعتوں سے رابطہ کر کے قادیانی ڈاکٹر کا اصلی چہرہ عوام کے سامنے پیش کیا تو وہ مان گیا کہ میں قادیانی ہوں۔مقامی صحافیوں نے اس تحریک میں قابل تحسین کردارادا کیا۔مجلس احرار اسلام کی تحریک کامیاب ہوئی اور قادیانی ڈاکٹر کا وہاڑی ڈی ایچ او دفتر میں تبادلہ ہوگیا۔مولانا محمد مغیرہ نے بتایا کہ قادیانی ڈاکٹر مجیب الرحمٰن ہسپتال میں کرپشن کا بھی مرتکب ہوا تھا۔انھوں نے کہا کہ تبادلہ کے باوجود ابھی تک گڑھا موڑ میں قادیانی ڈاکٹر کا کلینک کام کررہا ہے جو دراصل قادیانیت کی تبلیغ کررہا ہے۔مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ قادیانی ڈاکٹر کے خلاف امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے اور اسے فی الفور گرفتار کر کے ملازمت سے سبک دوش کیا جائے۔ارتدادی تبلیغ روکی جائے ورنہ اس کے خلاف تحریک جاری رہے گی۔

علاوہ ازیں حافظ گوہر علی کی قیادت میں ضلع وہاڑی کے احرار کارکنوں بھائی محمد احمد جاوید، حاجی محمد اقبال، صوفی رب نواز اور صوفی محمد یوسف نے ۲۸؍اگست کو چیچہ وطنی میں عبداللطیف خالد چیمہ سے دفتر احرار چیچہ وطنی میں ملاقات کر کے جون میں انتقال فرما جانے والے اُن کے والد گرامی حافظ عبدالرشید مرحوم کی تعزیت اور دعائے خیر کی اور ضلع وہاڑی کی صورتحال سے آگاہ کیا۔عبداللطیف خالد چیمہ نے ان حضرات سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے علاقے میں جماعتی سرگرمیوں کو منظّم کریں اور ختم نبوت کے کام کو ترجیحی بنیادوں پر اہمیت دیں۔

● سپریم کورٹ نے آمریت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا، ق لیگ کا مستقبل ہے، نہ حال اور نہ ماضی

● جنرل پرویز دوبارہ منتخب ہوئے تو پاکستان کے بش بن جائیں گے : سید عطاء المہیمن بخاری

رحیم یار خان (۲۴؍اگست) سپریم کورٹ نے شریف برادران کے بارے میں تاریخی فیصلہ کر کے آمریت کے تابوت میں کیل ٹھونک دیا ہے۔اگر عدالتیں اسی طرح فیصلے کریں تو ملک میں نظامِ عدل قائم ہوجائے گا۔چیف جسٹس کا فیصلہ سر آنکھوں پر لیکن شریف برادران بھی قومی مجرم ہیں۔موجودہ حکمران جامعہ حفصہ اور لال مسجد کے مولانا عبدالرشید غازی اور طلباء وطالبات کا قاتل ہے اور شریف برادران مولانا عبدالرشید غازی اور مولانا عبدالعزیز کے والد مولانا محمد عبداللہ کے قاتل ہیں۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے صحافیوں سے گفتگو کرتے

ہوئے کیا۔انھوں نے کہا کہ شریف برادران کو دین کی مخالفت کرنے پر اللہ کی طرف سے سزا ملی۔اگر وہ توبہ کرلیں تو ہمارے بھائی ہیں۔انھوں نے کہا کہ ق لیگ کا مستقبل ہے، نہ حال اور نہ ماضی۔اگر جنرل پرویز دوبارہ منتخب ہوئے تو وہ پاکستان کے صدر بش بن جائیں گے۔اس وقت جنرل پرویز نہیں بلکہ بش پاکستان کے صدر ہیں۔پاکستان کو امریکہ کی کالونی بنایا جارہا ہے۔وانا، وزیرستان، لال مسجد ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے۔جب تک پوری قوم امریکی ایجنڈے کو مسترد نہیں کرے گی اس وقت تک پاکستان آزاد ملک نہیں ہوگا اور جنرل پرویز وردی یا بغیر وردی اب قوم کو قبول نہیں۔انھوں نے کہا کہ جب تک دین کے نفاذ کی تحریک نہیں چلے گی' پاکستان میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ پاکستان دین کے لیے بنا ہے۔اس موقع پر جرنیل احرار حافظ محمد اکبر اعوان، ضلعی صدر حافظ محمد اشرف، حافظ عبدالرحیم نیاز، مولانا بلال احمد، مولانا کریم اللہ و دیگر کارکن موجود تھے۔انھوں نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری جنگِ آزادی کے عظیم ہیرو تھے۔انھوں نے زندگی بھر لوگوں کے دلوں میں عظمتِ قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اجاگر کیا۔ان کی پوری زندگی ایک جہدِ مسلسل تھی۔ان خیالات کا اظہار انھوں نے حافظ محمد اکبر اور دیگر مقررین کے ہمراہ دارالعلوم فاروقیہ عثمان پارک میں دوسری سالانہ امیر شریعت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

● جنرل پرویز کے گرد قادیانی جمع ہیں ● سیاسی بحران کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے

● پروفیسر ناظم حسنین اور ماجد وزیر کو دیا گیا شوکاز نوٹس واپس لیا جائے

● یکم تا ۱۰ ستمبر ملک بھر میں عشرۂ ختم نبوت منایا جائے گا ● ۷ ستمبر کو لاہور میں ختم نبوت کانفرنس ہوگی

ملتان (۲۵ اگست) مجلس احرارِ اسلام پاکستان نے عدالت عظمٰی کے تازہ فیصلوں کی حمایت ۱۹۷۳ء کے آئین کی مکمل بحالی اور تحریک ختم نبوت کو ہر حال میں جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس دارِ بنی ہاشم ملتان میں امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔جس میں اس امر پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا کہ جنرل پرویز مشرف اور چودھری برادران مستقبل کے لیے سیاسی منظر نامہ میں قادیانیوں کو مسلط کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں اور اس کے لیے حکومت اور اپوزیشن کے بعض سرکردہ لیڈروں کو استعمال کیا جارہا ہے۔اجلاس میں محبِّ وطن سیاسی و دینی جماعتوں اور خاص طور پر تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں کی توجہ اس جانب مبذول کروائی گئی کہ غیر ملکی طاقتیں اور بین الاقوامی لابیاں موجودہ حکومت سے ۱۹۷۳ء کے آئین سے تحفظ ختم نبوت کے قانون کو حذف کروانا چاہتی ہیں۔چنانچہ سیاست دانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور دینی جماعتوں کو ملک وملت کے خلاف خطرناک قادیانی سازشوں کا ادراک کرنا چاہیے۔اجلاس میں مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، شیخ نذیر احمد، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، مولانا فقیر اللہ اور مولانا عبدالنعیم نعمانی نے شرکت کی۔سید عطاء المہیمن بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۷۳ء کا آئین بحال کیا جائے اور فوج اقتدار سے الگ ہوکر بیرکوں میں واپس چلی جائے۔انھوں نے کہا کہ ملک کے سیاسی و آئینی بحران کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔جس کے انتہائی اہم عہدوں پر قادیانی مسلط ہیں۔جن کا براہِ راست اسرائیل کے ساتھ رابطہ ہے۔خصوصی طور پر جنرل پرویز کے اردگرد قادیانی اور دین وملک دشمن لابیوں نے اپنا گھیرا تنگ کیا ہوا ہے اور بہت سے ملکی سطح کے

فیصلوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ موجودہ حکومت کے سیاہ ترین دورِ اقتدار میں قادیانیوں کو مزید پروٹیکشن دی گئی اور قادیانی پوری آزادی سے ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ امتناعِ قادیانیت قوانین کی علانیہ خلاف ورزی ہو رہی ہے اور چناب نگر میں مسلمانوں اور مسلم اداروں کو پریشان کیا جا رہا ہے، خالص اسرائیل کی طرز پر چناب نگر کے اردگرد مہنگے داموں وسیع پیمانے پر رقبے خرید کر مستقبل کی خطرناک منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مجلس احرار اسلام اس حساس مسئلہ پر اپنا کردار ادا کرے گی اور کسی صورت مسئلہ ختم نبوت کو سیاست اور اقتدار کی رسہ کشی کی بھینٹ نہیں چڑھنے دے گی۔ مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا کہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی فیصلے کے حوالے سے ملک بھر میں یکم ستمبر سے دس ستمبر تک ''عشرۂ ختم نبوت'' منایا جائے گا۔ مرکزی مجلس عاملہ نے احرار کی تمام ماتحت شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ ۷/ستمبر کو اپنے خطباتِ جمعۃ المبارک میں مسئلہ ختم نبوت کو موضوع بنائیں اور اس تاریخی فیصلے کی اہمیت، قادیانی ریشہ دوانیوں اور موجودہ حکومت کے ساتھ قادیانی گٹھ جوڑ کے نقصانات سے قوم کو آگاہ کریں۔ خالد چیمہ نے بتایا کہ ۷/ستمبر کو ''یومِ تحفظ ختم نبوت'' کا مرکزی اجتماع نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر صدارت منعقد ہوگا۔ جس میں تمام مکاتبِ فکر کے نمائندہ علماء کرام اور دینی وسیاسی رہنما خطاب کریں گے۔ انھوں نے بتایا کہ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے لاہور کے پروفیسر ناظم حسنین اور پروفیسر ماجد وزیر کو محکمہ تعلیم کی طرف سے سیاسی اور انتقامی بنیادوں پر جاری کیے گئے شوکاز نوٹس کی مذمت کی گئی اور نوٹس واپس لینے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

● جامعہ رشیدیہ میں تقابل ادیان کورس

ساہیوال (۲۶/اگست) جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں دس روزہ ''تقابل ادیان تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کورس'' مولانا کلیم اللہ رشیدی اور قاری سعید ابن شہید کی نگرانی میں منعقد ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا، مجلس احرار اسلام کے رہنما اور جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب مولانا مغیرہ، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور دیگر حضرات نے لیکچرز دیئے۔

● مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم ملتان میں سالانہ ختم نبوت کورس

ملتان (۳۰/اگست) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم ملتان میں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کورس'' ۴/شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۸/اگست ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ شروع ہوا۔ جس میں تقابل ادیان، عقیدۂ ختم نبوت، حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، قادیانیت، انسانی حقوق اور غیر مسلم طاقتوں کا طرزِ عمل، تاریخ اسلام، رفض وسبائیت، مقامِ صحابہؓ، مشاجراتِ صحابہؓ، عیسائیت، تقلید کی ضرورت اور عدم تقلید کے نقصانات، مجلس احرار اسلام کی تاریخ اور خدمات، اکابرِ احرار کا کردار وعمل اور علماء حق کے شاندار کارنامے جیسے اہم عنوانات پر لیکچرز ہوئے۔ جامع مسجد احرار چناب نگر کے خطیب اور مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد مغیرہ، مولانا مشتاق احمد، مولانا محمد اسحاق ظفر، پروفیسر خالد شبیر احمد، مولانا ابوریحان سیالکوٹی، ابن ابوذر سید محمد معاویہ بخاری، مولانا بشیر احمد حسینی، عبداللطیف خالد چیمہ، حافظ عابد مسعود ڈوگر، پروفیسر خواجہ ابوالکلام صدیقی اور سید محمد کفیل بخاری نے درج بالا عنوانات پر تفصیلی گفتگو کی۔ ۱۶/شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ۳۰/اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعرات قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے خطاب اور دعاء پر یہ کورس اختتام پذیر ہوا۔

● احرار ویب سائٹ کا اجراء

ذرائع ابلاغ میں نت نئی ایجادات نے بات پہنچانے کے طریقے اور طور بدل دیئے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کا مؤثر ترین ذریعہ الیکٹرانک میڈیا ہے اور الیکٹرانک میڈیا میں انٹرنیٹ مؤثر ترین طریقہ تصور کیا جاتا ہے۔

مجلس احرار اسلام بحیثیتِ جماعت الحمدللہ ۱۹۲۹ء سے قادیانی فتنے کے استیصال کے لیے مصروفِ عمل ہے۔ مختلف ادوار میں اس فتنے کی سرکوبی اور اس کی تباہ کاریوں سے واقفیت کے لیے اکابرِ احرار نے مختلف ذرائع استعمال کیے ہیں مگر جدید دنیا کے سامنے ہم انٹرنیٹ کے ذریعے اپنا پیغام پہنچانے میں ذرا لیٹ ہوگئے ہیں۔ الحمدللہ آج اس ذریعے سے بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بات مخلوق تک پہنچانے کے لیے ہماری مدد فرمائی ہے۔ **www.mahrar.com** کے نام سے ہماری آپ سے ملاقات ان شاءاللہ تعالیٰ ہوتی رہے گی۔ ویب سائٹ لانچ ہوچکی ہے اور ایک تکنیکی عمل سے گزر رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت کی تاریخ کام اور مسئلہ ختم نبوت پر بہت کچھ عمدہ مواد پڑھنے والوں کو دستیاب ہوگا۔ ہماری کوشش ہے کہ جماعت کی طرف سے شائع کردہ تمام لٹریچر اور اکابرِ احرار کے آڈیو بیانات تمام کے تمام ہم آپ کے سامنے پیش کرسکیں اور ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' بھی آپ کو ویب سائٹ پر میسر ہوسکے۔ اس عظیم الشان منصوبے پر ابتدائی لاگت کا تخمینہ اسی ہزار روپے سے زائد ہے۔ فی الحال کام شروع کردیا گیا ہے۔ جو احباب اس خاص محاذ پر تعاون فرمانا چاہیں، اُن کے لیے نادر موقع ہے۔ اللہ جزائے خیر عطاء فرمائے۔ یہ سارا کام مجلس احرار اسلام اور دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے نظم کے ماتحت ہے اور ہمارے محترم ساتھی جناب میر کاشف رضا اس کام کی تکمیل کے لیے مسلسل محنت کررہے ہیں۔ محترم سید محمد کفیل بخاری سمیت متعدد قابل قدر حضرات نے اس سلسلہ میں مفید مشوروں سے نوازا ہے۔ اور یہ سارا سلسلہ جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مرکزی شعبہ نشریات کے زیر نگرانی ہے۔ جملہ احباب سے خصوصی درخواست ہے کہ ''دعا'' اور ''دوا'' فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیر

حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر
منتظم ویب سائٹ
www.mahrar.com
دفتر احرار چیچہ وطنی: 040-5482253 موبائل: 0300-9699229

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سید محمد کفیل بخاری
ڈپٹی سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

دبئی اور شارجہ میں سات روز

۲۷ / جولائی ۲۰۰۷ء بروز جمعۃ المبارک ایک ہفتے کے دورے پر لاہور سے دبئی روانہ ہوا۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق امیر ملک عبدالغفور انوری رحمہ اللہ کے نواسے جناب عبدالرؤف خبیب دبئی ائر پورٹ پر میرے استقبال کے لیے موجود تھے۔ ان کا قیام شارجہ میں ہے اور وہی میرے میزبان تھے۔ احباب سے رابطہ و ملاقات، روزانہ صبح شارجہ سے دبئی لے جانے اور شام کو واپس شارجہ لانے کی خدمت انھوں نے جس خلوص کے ساتھ انجام دی، یہ اُن کے احراری خون ہونے کا تقاضا تھا۔ انھوں نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ ایک اور مخلص دوست جناب محمد فاروق شیخ گوجرانوالہ سے تعلق اور نسبی احراری ہیں۔ جمعیت طلباء اسلام اور پھر جمعیت علماء اسلام میں متحرک رہے۔ گزشتہ تیس سال سے شارجہ میں ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی سے بہت ہی مخلصانہ تعلق ہے اور اُن کے میزبان بھی ہیں۔ علماء کے ساتھ اللہ واسطے کی محبت ہے۔ ادھر کسی پاکستانی عالم دین کی آمد کی اطلاع ہوئی، اُدھر شیخ محمد فاروق اُن کی خدمت میں حاضر۔ وقت کا بہت ایثار کرتے ہیں اور خدمت و میزبانی برائے حصولِ اجر و ثواب اُن کا روزمرہ کا معمول ہے۔ اِنھی کی معرفت شارجہ میں اُن کے ایک دوست قاری عبدالرحمٰن قریشی سے ایک مسجد میں نماز کے بعد ملاقات ہوئی۔ انتہائی بے تکلف، سادہ، مخلص اور جذبۂ خدمت سے معمور شخصیت ہیں۔ جمعیت علماء اسلام متحدہ عرب امارات کے رہنما ہیں۔ گرد وپیش کی پروا نہیں کرتے اور حق بات کا اظہار لگی لپٹی بغیر کسی بڑی سے بڑی شخصیت کے سامنے کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ شارجہ و دبئی کے صحافیوں سے اُن کے انتہائی دوستانہ مراسم ہیں۔ ایک شام دبئی کے پاک غازی ہوٹل میں میرے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا اور صحافی دوستوں کو بھی یہاں مدعو کیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ مجھے اُن کے ساتھ گفتگو کا موقع ملا۔ مجلس احرارِ اسلام، تاریخ احرار اور اکابرِ احرار کے کارناموں پر اظہارِ خیال کیا۔ سید عارف وحید شاہ صاحب ایک بامطالعہ شخصیت ہیں۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے خلیفۂ مجاز مولانا محمد کلیم صدیقی (انڈیا) سے بیعت ہیں۔ اُن سے بہت مختصر ملاقات، کئی ملاقاتوں پر بھاری ہے۔ محمد اصغر سلیم صاحب نے شارجہ کو بہاول پور بنالیا ہے۔ اسلام کی مظلومیت پر خود بھی روئے اور مجھے بھی رلایا۔

دبئی میں محمد سجاد صاحب اور نصیر احمد صاحب نے میری میزبانی اور خدمت کی انتہا کردی۔ صبح سے شام تک اِنھی کے ہاں نشست ہوتی۔ آڑھت کی دکان کرتے ہیں۔ ''بھگت'' اُن کے پی اے ہیں۔ بدھ مذہب کے پیروکار ہیں۔ اُن کے اخلاق نے مجھے بہت متاثر کیا۔ سجاد صاحب کے والد مرحوم اور اُن کے پورے خاندان کا حضرت امیر شریعت اور اُن کے خاندان سے عقیدت وارادت کا تعلق ہے، جسے وہ خوب نبھا رہے ہیں۔ انتہائی وضع دار، ملنسار، صاحبِ ایثار، خدمت گزار، خوش مزاج اور

ہنس مکھ انسان ہیں۔ اظہر محمود شیخ صاحب بھی دبئی میں ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ صاحبِ مطالعہ اور باخبر نوجوان ہیں۔ دبئی کی ایک بڑی سرکاری لائبریری میں اُن کے ساتھ گزرے ہوئے چند گھنٹے کبھی نہیں بھولیں گے۔ وقت کے قدر شناس، تھوڑے وقت میں ساری کام کی باتیں اور وقت سے زیادہ معلومات فراہم کرتے ہیں۔

ضلع مظفر گڑھ کی بستی مندوریں کے ساکن محمد ابراہیم صاحب سیماب صفت آدمی ہیں۔ مقصد کے حصول کے لیے ہمہ وقت بے چین اور مضطرب رہتے ہیں۔ اِنھی کی تحریک اور معرفت سے مولانا محمد یعقوب سے ملاقات ہوئی جو دبئی کی ایک بہت بڑی جامع مسجد الغریر کے خطیب اور امام ہیں۔ سورت انڈیا سے تعلق ہے۔ ۳؍ اگست کو جمعہ کے عظیم اجتماع سے میرا خطاب اِنھی کی مسجد میں ہوا۔ متبحر عالم دین، خوش اخلاق، اعلیٰ وضع قطع کے مالک، مہمان نواز اور وضع دار انسان ہیں۔ اُن کے ہاں پاک و ہند سے آئے ہوئے اکثر علماء کا جھمگھٹا رہتا ہے لیکن ماتھے پر شکن تک نہیں لاتے۔ مسجد الغریر میں خطابِ جمعہ کے لیے گیا تو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ۱۱ بجے ہی مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور لوگ تلاوتِ قرآن اور ذکر اذکار میں مشغول تھے۔ مولانا محمد یعقوب کا عربی خطبہ انتہائی عالمانہ تھا جسے عوام بڑی توجہ اور اہتمام سے سن رہے تھے۔ دبئی، شارجہ کی کئی مساجد میں شافعی مسلک کے امام ہیں لیکن نہ کہیں لڑائی اور نہ کہیں بحث و تمحیص۔ سب مل کر نمازیں پڑھتے ہیں۔

ناگڑیاں ضلع گجرات (پاکستان) کے غلام احمد صاحب ۳؍ اگست کو بعد نمازِ جمعہ اپنے احباب کے ہمراہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ مدرسہ معمورہ ملتان کے سفیر محمد بشیر چغتائی کے فرزند محمد معاویہ چغتائی نے دبئی میں دو روز میز بانی کی اور اُن کے دوستوں نے بہت احترام دیا۔ بہت سے احباب نے فون پر رابطہ کر کے محبت کا اظہار کیا اور دعائیں دیں۔ ایک بات جس نے مجھے بہت پریشان کیا وہ یہاں رہنے والے پاکستانیوں کے خیالات اور احساسات ہیں۔ افسوس کہ وہ اپنے وطن میں عدم تحفظ کا گلہ کرتے رہے۔ اُن کا بیان تھا کہ ہم یہاں وطن سے زیادہ محفوظ ہیں اور اسی لیے وطن چھوڑ کر یہاں آئے ہیں۔ یہاں کے انصاف اور تحفظ کو دیکھ کر وطن جانے کو جی نہیں چاہتا۔ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں سے بہت زیادہ شاکی اور اُن کی داخلی و خارجہ پالیسیوں اور دین دشمن اقدامات سے بہت نالاں ہیں۔ کاش ہمارے حکمران اس کیفیت کا ادراک کر سکیں کہ مستقبل میں اس کے کیا نتائج نکلیں گے۔

۳؍ اگست کی شب پی آئی اے کی پرواز سے دبئی سے روانہ ہو کر صبح ۶ بجے لاہور پہنچا۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب جامعہ فتحیہ میں درسِ قرآن دیا اور اگلے روز ۱۱ بجے دن النافع ٹرسٹ چوبرجی پارک میں احباب سے خطاب کیا۔

☆☆☆

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **حج مبرور**　　مؤلف: پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی

ضخامت: ۴۴۸ صفحات　قیمت: ۲۵۰ روپے　　ناشر: مکتبہ حسنین معاویہ، مارتھر سٹریٹ، اردو بازار، ۵، لوئر مال لاہور

حج اسلام کے اہم ارکان میں سے ایک ہے اور اس کی ادائیگی دیگر اسلامی ارکان سے اپنی شرائط کے اعتبار سے کچھ مختلف ہے۔ مثلاً زادِ راہ کا ہونا وغیرہ جو کہ ہر مسلمان کو حاصل نہیں ہو پاتی۔ تاہم جنھیں اس رکن کی ادائیگی کی طاقت حاصل ہو جائے تو طاقت کے بعد حج کے تمام ارکان کو بجالانا بھی آسان نہیں ہے۔ جبھی تو حضور علیہ السلام نے حج کے تمام مناسک کے شروع میں جو دعائیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ان میں یہ الفاظ آپ کو ضرور ملیں گے فیسرہ۔ اے اللہ! میرے لیے آسان فرما جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ مناسک حج ادا کرنا یقیناً مشکل ہیں کہ اللہ سے آسانی کی دعا کی جارہی ہے۔

اس عنوان پر مولانا قاضی طاہر الہاشمی کی کتاب ''حج مبرور'' جس میں حج کے تمام مناسک اور اُن کی ادائیگی کو تفصیلاً ذکر کیا ہے نیز تمام مقاماتِ مقدسہ کا ذکر بالالتزام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سفر سے متعلقہ کئی اہم مباحث پر شرح وبسط سے گفتگو کی گئی ہے۔ مثلاً رمی کے اوقات کے سلسلہ میں ایک طویل تحریر موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا تعلق مذہب حنفی سے ہے اور مذہب حنفیہ کے ہی پیروکار ہیں۔ رمی کے اوقات کے متعلق مذہب احناف اپنا ایک مستقل نظام رکھتا ہے جو کہ فقہ کی کتاب میں موجود ہے۔ جب کہ سعودی حکومت نے اپنے احوال کے پیش نظر جو نظامِ اوقات مرتب کر دیا ہے۔ ظاہراً احناف کے لیے مشکل ہے۔ مگر احناف علماء سے یہ بات متعلق ہے کہ اگر کوئی صورت سعودیہ کے نظام سے اتفاق کی ہو سکتی ہے تو ملک بھر کے جید علماء اس پر ایک رائے قائم کریں۔ جس سے خصوصاً عوام الناس کی پریشانی سکون میں بدل سکتی ہے۔ نیز پاکستان کے جید عالم دین اور ممدوح کبیر مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ سے منسوب بھی ایک بات سماعت میں ہے کہ انھوں نے فرمایا اگر آج ائمہ اربعہ موجود ہوتے تو حالات کے تناظر میں حج کے کئی معمولات میں نرمی کا قول فرماتے۔ ایسے ہی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان کے تحت حال پر مختصر مگر جامع ومانع گفتگو موجود ہے اور اکابر علماء دیوبند کے اقوال سے انتہائی جامع گفتگو تحریر فرمائی ہے۔ قاضی محمد طاہر الہاشمی ایک مستند محقق ہیں اور ساتھ ہی جذبۂ صادق سے بھی متصف ہیں۔ اُن کی یہ تحقیقی کتاب زائرین حرمین، حجاجِ کرام کے لیے ایک لاجواب تحفہ ہے۔ حق تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین! (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

● **شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے معمولاتِ رمضان:**　　بہ اہتمام: مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات: ۱۳۶　　قیمت درج نہیں　　ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ (سرحد)

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا خاص مہینہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ میرے لیے ہے اس کا اجر بھی میں خود عطا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے استقبال کی تیاری شعبان میں ہی شروع فرمادیتے اور روزے بھی رکھتے تھے۔ رمضان المبارک میں عبادات کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ جنت کے سب دروازے ایمان

والوں کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے تمام دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان میں اپنے معمولاتِ دنیا کم کرکے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کردیتے۔یہی حال امت کے صالح افراد کا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمتہ اللہ علیہ ماضی قریب کے عظیم بزرگ تھے۔انھوں نے اپنی ساری زندگی دین کی تعلیم و تبلیغ کے لیے وقف کیے رکھی۔حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے اکابر کے معمولاتِ رمضان اور حرمین شریفین میں گزرے ہوئے رمضان کا تذکرہ،سہارن پور میں اعتکاف کا مفصل تذکرہ فرمایا ہے۔نیز مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی ؒ مولانا عبدالعظیم ندوی،مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور صوفی محمد اقبالؒ کے رشحاتِ قلم بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔(تبصرہ:سید محمد کفیل بخاری)

● **ضرورتِ حدیث**　　مؤلف:حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ

ضخامت:۱۳۳صفحات　قیمت:درج نہیں　　ناشر:مکتبہ زاہدیہ،مکی مسجد،محلّہ مکی مسجد،اٹک شہر

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔جس کی حفاظت اللہ نے اپنے ذمے لی ہے۔ایک طبقہ ایسا ہے جس کا نعرہ صرف قرآن ہے۔وہ حدیثِ رسول کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے بلکہ طرح طرح سے حدیث پر طعن کرتے نظر آتے ہیں۔طعن کرنے سے مقصود انکارِ حدیث کے علاوہ اور کچھ نہیں۔حالانکہ قرآن کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے حدیث کا ہونا ضروری ہے۔علماء کرام نے ہر دور میں جیسے قرآن کی خدمت کی ہے۔ایسے ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھی کی ہے۔ماضی قریب میں زہد و تقویٰ کے پیکر ایک بزرگ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ ہیں۔جو کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ان کی ہر کتاب لائق مطالعہ ہے۔ان کی ایک کتاب ''ضرورتِ حدیث''طبع دوم ہمارے سامنے ہے۔حدیث سے متعلقہ کئی مباحث مثلاً ضرورتِ حدیث،حدیث کی لفظی و معنوی تعریف،کتابتِ حدیث،قرنِ اوّل میں اشاعتِ حدیث،زمانہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں تدوین حدیث اور صحابہ میں سرکاری طور پر اشاعتِ حدیث۔تحفظ وبقاء حدیث کے لیے عملی تدابیر کے علاوہ کئی معلوماتی عنوانات نیز آخر میں منکرین حدیث کے اہم سوالات کے جوابات سے مرصع ہے۔حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کا شوق رکھنے والے عام پڑھے لکھے حضرات کے لیے انتہائی مفید ہے۔

(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

● **المصنفات فی الحدیث**　　تصنیف:حضرت مولانا محمد زمان کلاچوی

ضخامت:۴۹۵صفحات　قیمت:درج نہیں　　ناشر:القاسم اکیڈمی،جامعہ ابوہریرہ،برانچ پوسٹ آفس خالق آباد،نوشہرہ

ہر آدمی کو اپنے اپنے ذوق کے مطابق فکر ہے۔کوئی کھیتی باڑی کے فکر میں ہے۔کوئی تجارت کے معاملات کو سلجھا رہا ہے۔مگر ایک ذوق یہ بھی ہے کہ حدیث کی خدمت کی جائے گو کہ ظاہراً کوئی نفع بخش تجارت نہیں ہے۔مگر اس تجارت سے قبر کا سکون محشر میں کامیابی کی ضمانت ہے کہ خادم کا آقا پر ایک حق ہے۔یقیناً حدیثِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت کرنے والا شخص حضور علیہ السلام کی شفاعت کا مستحق قرار پائے گا۔''المصنفات فی الحدیث'' اصل میں مولانا محمد زمان کلاچوی کے لکھے ہوئے ایک عربی مقالے کا اردو ترجمہ ہے۔جس میں ایک ہزار سال کی کتب حدیث کا تعارف ہے۔کتاب حدیث کی خصوصیات،مصنف کا تذکرہ،کتاب حدیث کی تالیف کی شرائط،کتاب کی شروح و حواشی کے علاوہ کئی باتیں کسی کتاب حدیث سے متعلق اس میں آپ کو مل جائیں گی۔(تبصرہ:مولانا محمد مغیرہ)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی رحمہ اللہ:

جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کے شیخ الحدیث اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی ۲۴ راگست ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئے۔ ۲۵ راگست کی صبح ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ مرحوم کے اچانک انتقال سے جہاں خانوادۂ درخواستی کو شدید صدمہ پہنچا ہے۔ وہاں حضرت درخواستی کے ارادت مندوں اور علماء و طلباء کے دل بھی مغموم ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

● سیف الرحمٰن سنجرانی مرحوم:

مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم عزیز الرحمٰن سنجرانی کے چھوٹے بھائی اور عزیزان محمد ابوذر، محمد ابوبکر ،محمد مغیرہ، محمد نعمان اور محمد عمر کے والد سیف الرحمٰن سنجرانی ۹ راگست ۲۰۰۷ء کو ملتان میں انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نمازِ جنازہ اسی روز بعد نمازِ عصر دارِ بنی ہاشم میں ادا کی گئی۔ مرحوم نہایت ملنسار، خدمت گزار اور وفا شعار انسان تھے۔ انھیں خانوادۂ امیر شریعت سے بے پناہ عقیدت تھی۔

● پیر جی عبدالحکیم رحمہ اللہ:

معروف روحانی شخصیت اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے خلیفۂ مجاز حضرت پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (چیچہ وطنی) کے فرزند پیر جی عبدالحکیم گزشتہ ماہ کمالیہ (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں انتقال کر گئے۔

● کمالیہ میں اکابرِ احرار اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کے ارادت مند کریم بخش ناصر صاحب کے چھوٹے بھائی حبیب الرحمٰن شاکر مرحوم، انتقال: ۳ راگست ۲۰۰۷ء

● والدہ مرحومہ جناب عبدالکریم قمر (کمالیہ) انتقال: ۲۷ رجولائی ۲۰۰۷ء۔ مکہ مکرمہ

● جام محمد اقبال منڈھیرہ (جام ریاض احمد، منتظم بخاری اکیڈمی ملتان کے ماموں انتقال: ۸ راگست ۲۰۰۷ء ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ)

● مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن شیخ فیض علی مرحوم کے داماد شیخ محمد سلیم مرحوم

● قیامِ پاکستان سے پہلے مجلس احرار اسلام ہند کے رہنما شیخ محمد صادق مرحوم کے فرزند اور ہمارے مہربان شیخ محمد اسلم اور شیخ محمد افضل کے چھوٹے بھائی شیخ محمد اجمل مرحوم (چیچہ وطنی)

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت، درجات بلند اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین سے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دعائے صحت

● کمالیہ سے قدیم احرار کارکن احمد یار اختر شدید علیل ہیں۔ ● جلال پور پیر والا سے عبدالرحمٰن جامی کی دختر ان علیل ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے لیے مزید جگہ کی خرید

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کی بڑھتی ہوئی تعلیمی وتبلیغی اور دعوتی وتحریکی سرگرمیوں خصوصاً تعلیم وتربیت نشر واشاعت، دعوت وارشاد اور تحفظ ختم نبوت کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی سے متصل مشرقی جنوبی جانب پونے دو مرلے (لمبائی 30 فٹ، چوڑائی 16 فٹ تقریباً) پر مشتمل رہائشی جگہ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار روپے (8,35,000) میں خریدی ہے۔الحمدللہ حسبِ وعدہ 11 مئی 2007ء کو ادائیگی کردی گئی ہے۔اب تک کی صورتحال کے مطابق تقریباً چھ لاکھ روپے مختلف احباب سے قرض لے کر ادائیگی کی گئی ہے جو واجب الادا ہے۔جب کہ اس جگہ کو قابلِ استعمال بنانے کے لیے ابتدائی طور پر کم از کم ایک لاکھ روپیہ مزید درکار ہے۔

اس رقم کی ادائیگی میں خصوصی تعاون فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب اور اہلِ خیر کو بھی توجہ دلائیں۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازیں۔

(آمین یارب العالمین)

نوٹ: رقم بھیجتے وقت مد کی لازماً صراحت فرمائیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 3-1306 نیشنل بینک آف پاکستان جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ بنام: دارالعلوم ختم نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

Dar-ul-Ulloom Khatm-e-Nabuwwat

Block No12, Chichawatni, Pakistan

email:ahrarkhatmenubuwwat@yahoo.com

0300-6939453,040-5482253

الداعی: عبداللطیف خالد چیمہ مدیر منتظم دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی پاکستان

زکوٰۃ کا حساب لگانے کا آسان طریقہ

نصاب: 52.5 (ساڑھے باون) تولہ یا 612.36 گرام چاندی یا اس کی مالیت .... ______

زکوٰۃ واجب ہونے کی قمری تاریخ .... ______

اس تاریخ کو ملکیت میں موجود مندرجہ ذیل اشیاء میں تمام قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق موجودہ مالیت بالترتیب تحریر کریں:

1　سونا: خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو .... ______

2　چاندی: خواہ کسی بھی شکل میں ہو اور کسی بھی مقصد کے لیے ہو .... ______

3　نقد رقم:

(الف)　ہاتھ میں، بینک بیلنس، کسی کے پاس امانت .... ______

(ب)　غیر ملکی کرنسی اور پرائز بانڈز .... ______

(ج)　مستقبل کے کسی بھی مقصد مثلاً حج وغیرہ کے لیے جمع شدہ رقم .... ______

(د)　انشورنس پالیسی میں اپنی اصل جمع شدہ رقم .... ______

(ہ)　قرض دی ہوئی رقم جبکہ قرض لینے والا اس کا اقرار کرے، کسی بھی مقصد کے لیے ایڈوانس دی ہوئی رقم جس کا اصل یا بدل واپس ملے گا۔ بی سی (کمیٹی) میں جمع شدہ رقم، مکان یا چیز تیار ہونے سے قبل اس کی بکنگ میں دی ہوئی رقم .... ______

(و)　سرمایہ کاری مضاربت یا شراکت داری میں لگی ہوئی رقم، ہر قسم کے بچت سرٹیفکیٹس وغیرہ، پراوڈنٹ فنڈ کی وہ رقم جو اپنے اختیار سے کسی محکمے میں منتقل کروادی ہے .... ______

4　فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا سامان، جائیداد، حصص، خام مال ______

(الف)　فروخت شدہ چیز کی قابل وصول رقم (Book Debts) .... ______

(ب)　سامانِ تجارت کے عوض حاصل شدہ چیز .... ______

مجموعہ قابل زکوٰۃ مال: ______

مالی ذمہ داریاں:

1　قرض (ادھار لی ہوئی رقم)، ادھار خریدی ہوئی چیز کی قیمت، بیوی کا مہر جس کے ادا کرنے کی نیت ہے، کمیٹی حاصل کرنے کے بعد بقیہ اقساط کی رقم) .... ______

2　ملازمین کی تنخواہ جس کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے .... ______

3　ٹیکس، کرایہ، یوٹیلٹی بلز جن کی ادائیگی اس تاریخ تک لازم ہو چکی ہے .... ______

4　گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی وہ رقم جو ادا نہیں کی گئی .... ______

مجموعہ مالی ذمہ داریاں: ______

کل مملوکہ قابل زکوٰۃ مال کی رقم .... میں سے مجموعہ مالی ذمہ داریوں کی رقم .... کو منہا کر کے جو باقی بچے وہ قابل زکوٰۃ مال کی صافی رقم .... ہے۔ اب اس قابل زکوٰۃ مال کی رقم کو چالیس پر تقسیم کریں۔ حاصل قسمت جتنی رقم .... ہو وہ اصل واجب زکوٰۃ رقم ہے۔ اس رقم کو مصارفِ زکوٰۃ میں صرف فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
PAKISTAN
SHARBAT
ROOH AFZA
شربت رُوح افزا
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاسیس

28 نومبر 1961ء

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری، مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

امیر
مجلس احرار اسلام
پاکستان

Designed by 0321-6358191